

حسین منی و انامن حسین - ایک فکری موازنہ

پہلا شہید

روز عاشورہ محرم ۶۱ھ کی صبح کاذب صبح صادق کے دھندلکے میں رفتہ رفتہ گزر چکی تھی۔ انصار و اصحاب جو وفا کی بے مثال ہستیاں تھیں اپنے کردار کی تاریخ جو تبلیغات رسالت مآب کی اساس پر تھی مکمل کر چکے تھے۔ اپنے امام کی قیادت و امامت میں نماز فجر ادا کر چکے تھے۔ زبیر بن قسین اور سعید نے نماز گزاروں پر آتے ہوئے باران تیر کو روکا تھا۔ سعید کا سینہ تیروں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ امام کے زانو پر سر تھا۔ دم آخر تھا۔ سکیاں لیتے ہوئے لب کشا ہوئے اور عرض کیا ”مولا حسین آپ مجھ سے راضی ہوئے؟“ امام حسین علیہ السلام نے جواب میں تاریخی جملہ ارشاد فرمایا۔ ”سعید تم دنیا میں بھی سعید تھے اور آخرت میں بھی سعید ہو۔“ سعید اس وقت تبسم ریز ہوئے اور دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ سعید نے جو کچھ دیکھا اس مرقعہ کیلئے ہم لوگ ”لابصریون“ میں سے ہیں۔ کاش کہیں کوئی آسمان کا ایک دریچہ کھل جاتا اور ہم سوگواران حسین مظلوم اس جلوہ گاہ کی بے شمار دلکش کرنوں میں سے ایک کرن کی جھلک پالیتے اور ہم بیصرون کی صف میں آجاتے۔ سچ ہے تاریخ بار بار اپنے کو دہراتی ہے تاکہ حجت الہیہ اس طرح قائم ہو جائے کہ پھر قابیل اور اس کی نسل ہابیل کی قربانیوں کے آثار اور اس کی نسل کو جس کے سر پر اشرفیت کا تاج اپنی تمام زمینوں کے ساتھ جگمگا رہا ہے اسے اپنی ریاکاری، فسوں سازی، فریب کی گلکاریوں سے کبھی مٹانہ سکے۔ ابھی تقریباً ۳۷ برس نہیں گزرے تھے جب پہلی مرتبہ حق تعالیٰ کے محبوب ترین فرستادہ خاتم المرسلین محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ فاران کی چوٹیوں سے ”لا الہ الا اللہ“ کی آواز بلند کی تھی جس نے سرزمین مکہ میں بلچل مجادی تھی۔ کفر و نفاق، اشکبار، شہنشاہیت، ملک گیری کے تحت ظلم و ستمگری، استبداد اور ان تمام عناصر کی جسے ماں کہا جائے یعنی فتنہ سازی کے تحت انسانیت سوز سیاست کے اندھیرے گہرے ہونے لگے اور اتنا اندھیرا تھا کہ لوگوں نے یزید کی بیعت فرزند رسول سے طلب کرنے میں بڑی جہارت سے کام لیا تھا اور فرزند رسول نے پھر تاریخ کے دھارے کو موڑتے ہوئے جواب دیا تھا ”میرے جیسا یزید جیسے کی بیعت کر لے ناممکن ہے۔“

ہجرت

فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ چھوڑا۔ قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے مکہ میں قیام کیا۔ حج کو عمرہ میں بدل کر مکہ کی سرزمین چھوڑ دی۔ عراق کی طرف چلے۔ کربلا کی سرزمین نے استقبال کیا۔ ذرا ۳۷ برس قبل سرزمین مکہ کی تاریخ پڑھئے۔ بے آب و گیاہ کا مارا شہر، جہاں پانی جمع ہو جاتا تھا اور اسکے اطراف اونٹ کی غلاظت ہوتی اسے صاف کر کے پیاسے اپنی پیاس بجھا لیتے۔ جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے خطبہ فدک میں اسکی پوری حقیقت بیان ہو چکی ہے ادھر کربلا، دریائے فرات سے دور، چھوٹے چھوٹے ٹیلوں سے ایسا لگتا جیسے زمین کے سینے پر آبلے پڑ گئے ہوں۔ یہاں پیاسے کیلئے پانی کی کوئی سبیل نہیں۔

..... باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر

آداب عباداری سید الشہداء علیہ السلام

ولایت کا اقرار نہ کیا ہو اور ان کی فرمانبرداری نہ ہو اس پوری کائنات میں ایک انسان اور دوسرے جنات ہیں جن میں خدا کے نافرمان بندے پائے جاتے ہیں ورنہ کوئی اور مخلوق خدا کی نافرمان نہیں ہے چونکہ سب کے سب خدا کے فرمانبردار ہیں لہذا وہ ان افراد کی امامت و ولایت کو تسلیم کرتے ہیں جن کو خدا نے اپنا ولی و امام قرار دیا ہے۔ یہ وہ افراد ہیں جن کی بنا پر کائنات کو فیض مل رہا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت صرف انسانوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کی امامت کا قائل ہے اور ان کی امامت کا فرمانبردار ہے۔

زیارت جامعہ کبیرہ میں اس طرح کے جملہ نظر آتے ہیں: کھف الوردی مخلوقات کی پناہ گاہ۔ بِكُمْ تُمَسِّكُ السَّمَاءَ آپ کی بدولت یہ آسمان قائم ہے۔ بِكُمْ تُنَزِّلُ الْغَيْثَ آپ کی بنا پر بارش ہوتی۔ ذَلَّ كُلُّ شَيْءٍ لَكُمْ ہر ایک آپ کے سامنے تسلیم ہے۔

اگر ایک خاندان ایسا ہو جس میں ہزاروں افسراد ہیں اور ان تمام کی ذمہ داری ایک شخص کے ذمہ ہو اور وہ ان کی تمام ضرورتیں پورا کر رہا ہو۔ ہر ایک کا برابر سے خیال رکھ رہا ہو۔ ہر ایک اس کے فیض سے بہرہ مند ہو رہا ہو۔ ہر ایک کی زندگی کا دار و مدار اس پر ہو۔ اب اگر کوئی ظالم اس شخص پر ظلم کرے اس کو ستائے اس کو بے دردی سے قتل کرے تو اس سے کتنے لوگ متاثر ہوں گے۔ اس سے وہ تمام افراد متاثر ہوں گے جو اس سے فیضیاب ہو رہے تھے اس کے غم کا دائرہ وہاں تک جائے گا جہاں

غم اور مصیبت کا تعلق جہاں ظلم و جور کی شدت اور گہرائی سے ہے وہاں اس ذات سے بھی متعلق ہے جس پر ظلم و ستم ڈھایا گیا ہے طمانچہ ایک جوان کو مارا جائے اور وہی طمانچہ ایک شیر خوار بچہ کو مارا جائے تو ظلم کی نوعیت میں بڑا فرق ہے۔

جو لوگ محرم میں واقعات کر بلا کے بیان کرنے پر اعتراض کرتے ہیں یا اصل محرم منانے پر اعتراض کرتے ہیں یا مجلسوں کی کثرت سے جلوسوں کی کثرت یا محرم سے متعلق دوسری باتوں پر اعتراض کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو واقعہ کر بلا کو بس تاریخ کا ایک واقعہ خیال کرتے ہیں اگر ان لوگوں کو ذرا بھی یہ احساس ہو کہ کر بلا کے میدان میں چند افراد پر ظلم ڈھایا گیا ان کی شخصیتیں کیا تھیں اور اس ظلم کائنات میں ان کی حیثیت و منزلت کیا تھی تو یہ احساس ہو گا کہ سب بلکہ ساری دنیا مل کر جو بھی غم منا رہی ہے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کو نظر میں رکھ کر اپنی عباداری کو دیکھیں تو شرمندگی کے علاوہ کچھ اور حاصل نہیں ہوگا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام ایک عام شخص نہیں ہیں یہ ”حسین منی و انامن حسین“ کی بلند منزل پر فائز ہیں یہ وہ ہیں جن کا نام عرش خدا کی زینت ہے۔ رسول خدا ﷺ کی حدیث کے مطابق عرش خداوندی پر یہ عبارت تحریر ہے ”ان الحسین مصباح الہدی و سفینة النجاة“ یہ ماسوی اللہ سب پر حجت خدا ہیں خلیفۃ اللہ ہیں یہ وہ ہیں جن کی امامت عرش سے فرش تک ہے کوئی ایک مخلوق ایسی نہیں ہے جس نے ان کی

تک اس کے فیض کی وسعت ہوگی۔

کے آنسو بہانے سے روک سکتے ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا غم صرف ہماری دنیا کی سرحدوں میں محدود نہیں ہے۔ عظیم کہکشاؤں سے زمین کے معمولی ذرات تک ہر ایک عزا دار ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے انداز سے اظہار غم کر رہا ہے۔ یہ غم انفسی بھی ہے اور آفاقی بھی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول و علی وزہ سراء علیہ السلام ہونے کے ساتھ ساتھ حجت خدا ولی خدا خلیفہ خدا..... میں اور ان کو کسی ذاتی دشمنی کی بنا پر قتل نہیں کیا گیا ان کو حجت خدا اور ولی خدا ہونے کی بنا پر قتل کیا گیا لہذا یہ حملہ ان پر نہیں بلکہ خدا پر ہے اس بنا پر امام حسین علیہ السلام "نار اللہ" میں اسی وجہ سے جہاں تک خدائی خدائی ہے وہاں تک حضرت امام حسین علیہ السلام کا غم ہے۔

یہ غم تمام انبیاء، مرسلین، اولیاء ائمہ، شہداء، صدیقین، صالحین، متقین و مومنین و سالمین کا غم ہے ہر وہ شخص جو اپنے دل کی گہرائیوں میں خدائی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے اس کی بندگی کو شرف و عرت سمجھتا ہے وہ حجت خدا کا غم ضرور مناتا ہے۔ خدائی معرفت جس قدر زیادہ ہوگی غم کا احساس بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ "محرم کا چاند دیکھ کر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اس قدر غم زدہ ہوتے تھے چہرہ پر ذرا بھی آثار مسرت نمایاں نہیں ہوتے تھے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے تھے

اس غم نے ہماری آنکھوں کو خون آلود کر دیا ہے

آنسوؤں کا سیلاب جاری کر دیا ہے۔ (بحار

الانوار۔ ج ۴۴، ص ۲۸۴، ح ۱۸)

حضرت امام حسین علیہ السلام "نار اللہ" ہے خدا نے اس غم پر اس قدر ثواب کا وعدہ کیا ہے جتنا کسی دوسرے اعمال پر نہیں ہے صرف

حجت خدا کی عنایتوں سے ساری کائنات بہرہ مند ہوتی ہے۔ حجت خدا زمین میں خدا کا نمائندہ ہوتا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام حجت خدا ہیں ولی خدا ہیں ساری کائنات پر ان کے احسانات ہیں ان کے فیوض و برکات ہیں۔ اسی بنا پر ملتا ہے جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ساری کائنات نے غم منایا۔ آسمان نے سرخ ہو کر اپنے غم کا اظہار کیا۔ سرخ آندھیوں نے چل کر اپنے درد کو ظاہر کیا۔ چاند و سورج گہن زدہ ہوئے۔ زمین کے ذرات کو اٹھایا جاتا تو خون نکلتا۔ دیوار و در پر خون۔ جب غم شدت اختیار کر لیتا ہے تو آنسو نہیں نکلتے بلکہ آنکھوں سے خون نکلتا ہے۔ یہ کائنات پر شدت غم کا اثر تھا کہ ہر ایک امام حسین علیہ السلام کے غم میں خون کے آنسو بہا رہا تھا اور بہا رہا ہے اور جب تک ان مظلوموں کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا ظالموں اور قاتلوں کو واقعی سزا نہیں مل جاتی اس وقت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا اگر دنیا میں نہ ملے تو میدان قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

اس ظلم کے اثرات صرف ۶۱ چھ میں تمام نہیں ہوئے ہیں آج تک اس ظلم کے اثرات ہیں لہذا یہ سلسلہ غم بھی ہمیشہ جاری رہے گا۔ عجیب بات ہے لوگ ظلم اور ظالم کے خلاف آواز بلند کر کے اس کو بند کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ اس کے خلاف فتوے دیتے ہیں ان لوگوں کو مظلوموں کا غم منانے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ظالم کے کوڑوں کی آواز بری نہیں لگتی ہے لیکن ماتم کی صداؤں سے بہت درد ہوتا ہے۔ یہ ظالموں کی ہمدرد دنیا ہم کمزوروں پر پابندیاں عائد کر سکتی ہے! کیا یہ سورج چاند اور آسمانوں پر بھی پابندی عائد کر سکتے ہیں کیا زمین کو خون

بیت علیہ السلام اور گناہوں میں کوئی بھی رابطہ نہیں ہے وہ گناہوں کو حد درجہ ناپسند کرتے ہیں تو کیا یہ مناسب ہے کہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے چاہنے والے اسی زبان سے امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ کریں جس سے کبھی جھوٹ بولتے ہیں کبھی غیبت کرتے ہیں کبھی تہمت لگاتے ہیں۔ کیا زبان بھی ایک کیسٹ اور CD ہے کہ اس پر کبھی گانا ٹیپ ہو گیا اور کبھی قرآن ونوحہ۔ نہیں یہ زبان ہے یہ خدا کی بارگاہ میں جو ابده ہے ہم زبان کی قداست و طہارت کو برقرار رکھیں تا کہ ذکر حسین اس پر زیب دے سکے۔ ذکر حسین ضمانت ہے ہر گناہ کی آلودگیوں سے دور رہنے کی۔

آنسو وہ واحد عمل ہے جو ریا کاری سے پاک ہے ہر عمل میں ریا کاری کا امکان ہے اور سب جانتے ہیں ریا کاری عمل کو باطل کر دیتی ہے۔ ریا کارانہ عمل قربت خدا کا نہیں بلکہ خدا سے دوری کا سبب ہے۔ وہ ایک عمل جو ریا کاری کی آفتوں سے محفوظ ہے وہ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے غم میں نکلنے والا آنسو ہے۔ یہ آنسو جتنا پاک و پاکیزہ ہے جس قدر گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے وہاں اس کی پاکیزگی ہماری آنکھوں سے یہ مطالبہ کرتی ہیں دیکھو جن آنکھوں کو امام حسین علیہ السلام کے غم کے آنسوؤں سے پاک کیا ہے اس کو نامحرموں اور دیگر حرام چیزوں کے دیکھنے سے آلودہ اور نجس نہ کرو صاحبانِ تطہیر کا غم ہے آنکھوں کی طہارت کا خیال رکھو۔ پاکیزہ آنکھوں سے پاکیزہ آنسو نکلیں تاکہ پاکیزہ افراد کی ہم نشینی نصیب ہو۔

ہم ان ہاتھوں کا بھی خاص خیال رکھیں کیونکہ ہم انہیں ہاتھوں سے حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام کا علم اٹھانے والے ہیں انہیں ہاتھوں سے امام حسین علیہ السلام، جناب علی اکبر علیہ السلام،

آنکھوں کے غم ہونے پر اس قدر ثواب ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جس طرح نماز روزہ حج وغیرہ کے آداب ہیں اس غم کے بھی آداب ہیں۔

ماہ محرم گریہ و بکا کا مہینہ ہے آل محمد علیہ السلام کے غم و حزن کا مہینہ ہے۔ بیعت غدیر کی تجدید و تاکید کا مہینہ ہے، آنسوؤں کے بدلے خون کے آنسو بہانے کا مہینہ ہے۔ ولایت و امامت سے وابستگی کے اظہار کا مہینہ ہے ماتم و مجلس کا مہینہ ہے۔ دشمنانِ اہل بیت علیہ السلام سے بیزاری کا مہینہ ہے ظلم و ظالم سے اظہارِ نفرت کا مہینہ ہے اہل بیت کے فضائل و مصائب بیان کرنے کا مہینہ ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات کی حیات نو کا مہینہ ہے۔ لہذا اس کے خاص آداب ہیں۔

اس مہینہ میں چونکہ محمد و آل محمد علیہ السلام کے فضائل و مصائب زبان پر جاری ہوں گے لہذا زبان کی مسرت و احتیاط اور حفاظت ضروری ہے۔ اگر ہم ایک گندے گلاس میں شربت پیش کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو گناہوں سے آلودہ زبان پر کس طرح اہل بیت علیہ السلام کے فضائل و مصائب جاری کر سکتے ہیں جب کہ شربت اتنا پاک نہیں ہے جتنا اہل بیت علیہ السلام کی طہارت ہے۔ یہ حضرات مرکز نزولِ آیتِ تطہیر ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ اس مہینہ کی شرافت و تقدس کا خیال رکھتے ہوئے زبان کو جھوٹ، تہمت، غیبت اور خدا کی ناپسند باتوں سے آلودہ نہ کریں زبان ذکر خدا، صلوات اور استغفار سے پاک کریں۔ ان دنوں ہمارا دین گلاب سے زیادہ پاک و خوشبودار ہو۔ اس قدر پاکیزہ ہو کہ صاحبانِ تطہیر کا ذکر مزید قداست و طہارت کا سبب ہو۔ ہم سب یہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اہل

پروگرام قرار دیں۔ ایسا نہ ہو کہ دن بھر دوسرے کاموں میں اس قدر مصروف و مشغول ہو جائیں یا محاسن کے لئے وقت نہ نکال سکیں اور اگر آئیں بھی تو تھکے تھکے۔ نہ صرف امام باڑے اور عزرا خانے میں محرم کے آثار ہوں بلکہ ہمارے گھروں کی بھی حالت ویسی ہو کہ پست چلے کہ ہم عزاداریں۔ یہ غم کے دن ہیں خوشی کے نہیں۔ سیاہ لباس پہنیں، سیاہ پرچم لگائیں۔ مختصر یہ کہ ہماری پوری زندگی عزاداری سید الشہداء کا آئینہ ہو۔ ہم اپنے ہر عمل سے امام حسین علیہ السلام کا غم ان کی شہادت اور ان کے پیغام کے پہنچانے والے ہوں۔ سب کو محسوس ہو، ہم وہ نہیں ہیں جو کل تھے۔ آج ہم عزاداریں۔

اس بات کی طرف خاص توجہ رہے خداوند عالم نے عزاداری سید الشہداء علیہ السلام کا جو شرف ہم لوگوں کو عطا فرمایا کوئی معمولی شرف نہیں ہے۔ یہ وہ عہد ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی تمام بادشاہت بیچ ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کس طرح عزاداروں کی منزلت کا ذکر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللَّهُ شَيْعَتَنَا: شَيْعَتَنَا وَ اللَّهُ
الْمُؤْمِنُونَ فَقَدْ وَ اللَّهُ شَرَّ كُوفَا فِي الْمُصِيبَةِ
بِطَوْلِ الْحَزْنِ وَالْحَسْرَةِ.

(ثواب الاعمال، ص ۲۵۷، ج ۳)

خدا ہمارے شیعوں پر رحم کرے خدا کی قسم ہمارے
شیعہ ہی مومن ہیں خدا کی قسم یہ مسلسل خون و غم کے
ذریعہ ہماری مصیبت میں شریک رہتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اس حدیث شریف میں اس حقیقت
کو بیان فرما رہے ہیں۔ شیعہ ہی حقیقی اور واقعی مومن ہیں اس کی

جناب علی اصغر علیہ السلام دیگر شہداء کر بلا کا نام لے کر ماتم کرنے والے ہیں زنجیر لگانے والے ہیں انھیں ہاتھوں سے پاکیزہ آنسوؤں کو پوچھنے والے ہیں انھیں ہاتھوں سے تبرک لینے والے ہیں انھیں ہاتھوں سے فرش عزرا بچانے والے ہیں انھیں ہاتھوں سے عزرا خانہ سجانے والے ہیں۔ ضریح، تابوت، تعزیہ دیگر تبرکات کو مس کرنے والے ہیں۔ یہ ہاتھ خیانت۔ ظلم و جور سے آلودہ نہ ہو۔ یتیم نواز ہو یتیموں کو ستانے والا نہ ہو۔ یہ ہاتھ ظاہر نجاست سے بھی پاک ہو اور باطنی نجاست سے بھی۔

ہم اپنے پیروں کا بھی خیال رکھیں ہم ان پیروں سے مجلسوں میں جائیں گے، جلوسوں میں جائیں گے حرم جائیں گے زیارت کو جائیں گے مسجد جائیں گے جماعت میں شرکت کریں گے۔ مصلے پر کھڑے ہوں گے۔ اب ان پیروں سے حرام جگہوں پر نہ جائیں۔ والدین کی خدمت کریں غریبوں محتاجوں کی مدد کریں۔ اچھی جگہوں پر جائیں تاکہ فرش عزرا پر بیٹھنے کی سعادت حاصل کر سکیں مجلسوں اور جلوسوں میں شریک ہو سکیں۔

اس مقدس مہینے میں سید الشہداء سے منسوب تبرک اور جلوس کا حصہ کھانے کی بھی سعادت نصیب ہوگی اپنے شکم کو حرام غذاؤں سے محفوظ رکھیں تاکہ پاکیزہ تبرکات کے اثرات نمایاں ہوں حلال و حرام مخلوط نہ ہونے پائے۔

اس کے علاوہ ایام عزرا میں ہماری زندگی کارنگ دوسرا ہو اس طرح ہو کہ محسوس ہو کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت میں تعزیت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ایام عزرا سے پہلے اپنے تمام کام انجام دے لیں تاکہ ایام عزرا باقاعدہ مجالس اور عزرا میں شرکت کر سکیں۔ مجالس میں شرکت کو ترجیح دیں اور اس کو بنیادی

(کافی ۴ / ۵۸۲ / ح ۱۱)

خدا یا ان آنکھوں پر رحمت نازل کر جو ہماری
ہمدردی اور محبت میں ہم پر آنسو بہاتی ہیں۔
خدا یا ان دلوں پر رحم کر جو ہمارے لئے درد مند ہوتے
ہیں پریشان ہوتے ہیں۔
خدا یا رحم کر ان فریادوں اور نالوں پر جو ہمارے لئے
بلند ہوتے ہیں۔
خدا یا میں ان روحوں کو اور ان جسموں کو تیری امانت
میں دیتا ہوں یہاں تک کہ پیاس کے دن حوض کوثر
پر ان سے ملاقات کروں۔

دنیا کی یہ عباداری حوض کوثر پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے
ملاقات کا سبب ہوگی۔ ”صخرۃ“ بلند آواز میں گریہ کو کہتے ہیں
امام جانتے ہیں امام حسین علیہ السلام کے غم میں گریہ کی آوازیں بلند
ہونگی۔ غم کا احساس جس قدر شدید ہوگا گریہ کی آواز اتنی ہی بلند
ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں کمیت نامی شاعر
حاضر ہوئے انھوں نے امام علیہ السلام کے سامنے مرثیہ پڑھا۔ امام
علیہ السلام کے آنسو رواں ہوئے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ ذَكَرْنَا أَوْ ذُكِرْنَا عِنْدَكَ فَخَرَجَ
مِنْ عَيْنَيْهِ مَاءٌ وَ لَوْ قَدَّ مِثْلِ جَنَاحِ
الْبَعُوضَةِ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ
جَعَلَ ذَلِكَ حِجَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ

(تحفۃ الاثر ج ۲۴۸؛ بحار الانوار ج ۲۶ ص ۳۹۰)

اگر کوئی ہمارا تذکرہ کرے یا اس کے سامنے ہمارا
ذکر ہو اور اس کی آنکھوں سے مجھ کے پر کے برابر

وجہ یہ ہے کہ اپنی مسلسل عباداری کے ذریعہ اہل بیت علیہم السلام کے
غم میں شریک رہتے ہیں۔

ایک اور معتبر روایت میں ہے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے سجدہ میں یہ دعا فرمائی۔ یہ یاد رہے کہ عبادت کا کمال
سجدہ ہے اور سجدہ کی دعا نہایت اہم ہوتی ہے اور وہ بھی وہ دعا جس
میں آنسو جاری ہوں دعا کی حالت میں آنسو کا جاری ہونا دعا کی
قبولیت کی علامت ہے اب ذرا غور فرمائیں امام وقت کی دعا وہ
بھی سجدہ میں دعا اور بہتے ہوئے آنسو کے ساتھ اگر ہم اس دعا کا
مصدق قرار پانا چاہتے ہیں تو اس کے مطالب پر پوری طرح عمل
کریں۔

عزیزو! موت کے وقت سے قیامت تک اور قیامت میں
حساب و کتاب تک اور حساب و کتاب سے خدا کے فیصلہ تک ہر
مرحلہ اس قدر دشوار اور سخت ہے جس کو برداشت کرنا کسی کے بس
کی بات نہیں ہے۔ یہ وہ مراحل ہیں جن کی سختیاں پہاڑ برداشت
نہیں کر سکتے ہیں تو ہم نازک جو ایک معمولی سا نزلہ زکام برداشت
نہیں کر سکتے ہم نازک کہاں؟ یہ سختیاں کیوں کر برداشت کر سکیں
گے۔ اور وہ دعا یہ ہے:

وَ اِرْحَمْ تِلْكَ الْأَعْيُنَ الَّتِي جَرَتْ دُمُوعُهَا
رَحْمَةً لَنَا وَ اِرْحَمْ تِلْكَ الْقُلُوبَ الَّتِي
جَزَعَتْ وَ احْتَرَقَتْ لَنَا وَ اِرْحَمْ الصَّرْحَةَ
الَّتِي كَانَتْ لَنَا
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَوْدِعُكَ تِلْكَ الْأَنْفُسَ وَ
تِلْكَ الْأَبْدَانَ حَتَّى نُوَافِيَهُمْ عَلَى الْحَوْضِ
يَوْمَ الْعَطَشِ

آنسوؤں نے ظلم و جور کے تمام بادشاہوں کو نیست و نابود کر دیا ہے کسی بھی ظالم کو اس کے منصوبے میں کامیاب ہونے نہیں دیا ہے یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے عباداری کی یہ تاثیر ہے جس نے دشمنان اہل بیت علیہم السلام کو کبھی بھی اور کہیں بھی کامیاب ہونے نہیں دیا ہے اس وجہ سے عباداری پر طرح طرح کے فتوے دیئے جاتے ہیں مگر سب ناکام ہو جاتے ہیں اور نقش بر آب ہو جاتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا انشاء اللہ۔

عباداری کی اس عظمت و منزلت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہماری ذمہ داری ہے ہم عباداری اس طرح برپا کریں جس پر اہل بیت علیہم السلام کی بارگاہ سے دعاؤں پر دعائیں نصیب ہوں۔

اس عباداری میں ہم ہر طرح کی مقابلہ آرائی، دکھاوے، شہرت طلبی، نام و نمود سے پرہیز کریں نیت کو اس قدر خالص کریں کہ خدا اور اس کی رضا و خوشنودی کا اجر قرار پائے۔ مراسم عزا میں اپنی پسند یا کسی شہر و مقام میں منعقد ہونے والے پروگرام اور اس سے متعلق تعریفوں کو معیار قرار نہ دیں بلکہ اہل بیت علیہم السلام کی خوشنودی اور ان کی پسند کو معیار قرار دیں اگر بات واضح نہ ہو تو معتبر و مستند علماء سے رجوع کریں تاکہ ایسا نہ ہو ہم جس فعل کو ثواب سمجھ کر انجام دے رہے ہوں اس میں کوئی ثواب نہ ہو اور میدان قیامت میں حسرتوں کا سامنا کرنا پڑے۔

مقتل کی معتبر کتابوں میں جو مصائب بیان کئے گئے ہیں وہ اس قدر دردناک ہیں ان کو برداشت کرنا آسان نہیں ہے۔ گریہ کا تعلق نئے نئے واقعات سے نہیں ہے بلکہ بارگاہ حضرت سید الشہداء علیہم السلام سے قلمی لگاؤ ہے اور دل کی گہرائیوں سے ہے..... باقی صفحہ نمبر ۲۴ پر

پانی نکل آئے خداوند عالم اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا اور یہ آنسو اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان پردہ و حجاب ہوگا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے اہل بیت علیہم السلام کے نزدیک عباداری سید الشہداء عس قدر اہم ہے اور یہ سعادت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔

عباداری صرف محرم و صفر سے مخصوص نہیں ہے یہ مہینہ گرچہ مکمل طور سے عزا اور سوگواری کے مہینہ ہیں لیکن اس حدیث کا انداز بتا رہا ہے کہ جب بھی تذکرہ ہو تو یہ ثواب ملے گا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام لیا جائے تو تین مرتبہ کہو

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ

اسی طرح یہ روایت:

جب بھی کوئی پانی پیتے وقت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت کو یاد کرتا ہے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجتا ہے۔

خداوند عالم اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے ایک لاکھ گناہیں معاف کرتا ہے ایک لاکھ درجات بلند کرتا ہے۔

(امالی صدوق ص ۲۰۵)

اس سے واضح ہوتا ہے عباداری ایک مسلسل ذمہ داری ہے۔ آج اسی عباداری کی بنا پر دین اہل بیت علیہم السلام باقی ہے ان

مقتل خوارزمی

جابر و ظالم کے ماتحت تمہاری ذلت آمیز زندگی، اصل میں موت ہے اور جابر و ظالم کی سلطنت میں افتخار آمیز موت زندگی واقعی شمار ہوتی ہے۔ ۲

”مقتل نگاری“ ایک روشن اور ہدایت کرنے والی مشعل کا بلند کرنا ہے۔

”مقتل نگاری“ انسانی راہوں پر بلند کرنے والی ایک روشن اور ہدایت کی نشاندہی کرنے والی ایک مشعل ہے جس کے ذریعہ اچھائی اور برائی، حق و باطل، ایمان اور کفر کو پہچانا جاتا ہے اور خدا کے متلاشیوں کو پیروان شیطان سے، شاہدگان ولایت کو غاصبان خلافت سے اور عدل و عدالت کے علمبرداروں کو سیاست بازوں سے جدا کیا جاتا ہے۔

مقتل

تمام شہادتیں ایک تحریری دستاویز چاہتی ہیں۔ ہر امام کی شہادت اور ان کے حالات زندگی اور ان کی قربانیاں ایک کتاب چاہتی ہے اور ان کے حالات پر کتابیں لکھی بھی گئی ہیں لیکن ان کتابوں کو ”مقتل“ نہیں کہا جاتا اگرچہ وہ قتل کئے گئے ہیں اور شہید ہوئے ہیں۔ صرف امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا کی شہادتوں کے تذکرہ کا نام مقتل رکھا گیا۔ قدیم زمانے سے واقعات کربلا پر بہت سے لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں اور آج بھی لکھی جا رہی ہیں۔

”مقتل نگاری“ صرف تحریر تاریخ یا تاریخ نویسی نہیں ہے بلکہ ایک عظیم انسانی (اسلامی) واقعہ کی لحظہ بہ لحظہ، لمحہ بہ لمحہ ترمیم و منظر کشی اور خاکہ نگاری ہے اور اس میں عقائدی، اخلاقی، سیاسی اور اجتماعی صورت حال کو ہر زاویہ سے کشف کیا جاتا ہے۔

”مقتل نگاری“ ایک ذریعہ، ایک آلہ ہے شہداء اور شہادت کے دستور العمل سے بہرہ مند ہونے کے لئے احساسات کو تحریک دینے کا، ایک آئینہ ہے اس عشق و عرفان کی زمین کو مجسم عطا کرنے کا جو کہ مخصوص زمانے اور مخصوص جگہ اور مخصوص لوگوں اور مخصوص شرائط کے ساتھ وجود میں آیا۔ اس آئینہ میں ہر دور کے لوگ اس داستان عشق و عرفان و شہادت کا مشاہدہ کریں گے۔ ”مقتل نگاری“ صرف واقعہ نگاری نہیں ہے بلکہ ”ایمان“ و ”عشق“ اور ”ایثار“ کی آیتوں کی تفسیر ہے جو کہ عاشورا کے بلند آسمان اور زمین قدسی ”کربلا“ پر تجلی پائی اور قرآن کی نورانی آیتوں کی عملی اور عینی بقا کے لئے ایک پشت و پناہ بن گئی۔

”مقتل نگاری“ ”ایک واضح اور سچی شاہد ہے“۔ ان لوگوں کے صدق و شہادت کو ثابت کرنے کے لئے جو سالار شہیدان کے اقوال کو سعادت سمجھتے ہیں اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو سوائے تباہی اور نقصان کے کچھ نہیں پاتے۔ ۱۔ شرافت مندانہ موت کو ”عین زندگی“ سمجھتے ہیں اور ”ذلت آمیز زندگی“ کو ”عین موت“ شمار کرتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

۱۔ الْمَوْتُ فِي حَيَاتِكُمْ مَقْهُورِينَ خَيْرٌ مِنْ الْحَيَاةِ فِي مَوْتِكُمْ قَاهِرِينَ

۱۔ امام حسین علیہ السلام: اِنَّ لَآ اَرَى الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَةً وَ الْحَيَاةَ مَعَ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا بَرَمًا. (بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۸۱)

ہیں اور گریہ آنسوؤں کا نہیں بلکہ خون کا گریہ فرماتے ہیں۔ ۴
آیایہ بات جائز ہے کہ شیعہ گریہ و ماتم سے اپنے خانہ دل کو
خالی کر دیں اور اپنی آنکھوں کے جام کو اپنے مولا امام حسین
علیہ السلام کی مصیبت میں نہ چھلکائیں؟

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی حرارت مومنین کے دلوں
میں ودیعت کر دی گئی ہے۔ ۵

ہر طرح کے گریہ و بے تابی کو مکروہ قرار دیا گیا ہے لیکن
مظلومیت امام حسین علیہ السلام پر گریہ و ماتم مایہ اجر و ثواب ہے۔ ۶
خلاصہ یہ کہ ہمارے تمام ائمہ علیہم السلام نے خود مظلومیت امام
حسین علیہ السلام پر مقتل فرمایا اور زمین و آسمان و انبیاء و ملائکہ و آجٹہ
و چرند و پرند، سبھی مظلومیت پر گریہ کرتے ہیں۔ یہی باتیں تحریر میں
آئی ہیں اور مقتل کہلاتی ہیں۔

پہلی کتاب مقتل

امام صادق علیہ السلام کے زمانے میں سب سے پہلے ”ابو
مخنف“ یا ”ابو القاسم اصبح بن نباتہ“ کے ذریعہ اولین کتاب مقتل
لکھی گئی۔ ۷

اس کے بعد دسیوں کتاب مقتل رشتہ تحریر میں آئی لیکن
زمانے کے ساتھ وہ ختم ہوتی گئیں اب صرف ان کے اور ان
کے مولف کے نام کتب رجال میں باقی ہیں۔

۴ بحار الانوار، ج ۹۸، ص ۳۲۰

۵ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ حَرَاةً فِي قُلُوْبِ
الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَمُوتُ اَبَدًا متدرک الوسائل، ج ۱۰، ص ۳۱۸۔

۶ حدیث امام صادق علیہ السلام در بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۰ و ۲۹۱

۷ صحاب رحمت از عباس اسماعیل یزدی، پیش گفتار، ص ۲۵

مظلومیت امام حسین علیہ السلام ہر مظلومیت سے الگ ہے۔ ائمہ علیہم السلام
اپنی شہادتوں سے اور دوسرے ائمہ کی شہادتوں اور ان کی
مظلومیت سے آگاہ تھے اسی لئے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے اپنے
بھائی کی مظلومیت کے بارے میں فرمایا:

لَا يَوْمَ كَيَوْمِكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ

اے ابا عبد اللہ! کوئی دن آپ کے روز عاشورا کی

طرح نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو قتل و غارتگری روز عاشورا کی گئی اس سے بڑھ
کرتاریخ میں کوئی اور قتل و غارت گری نہیں ہے۔ غالباً اسی لئے
اس پر لکھی جانے والی داستان کو مقتل کہا گیا۔
فرشتے آسمان پر امام حسین علیہ السلام پر روتے ہیں، پریاں و
پرندے زمین و ہوا میں اُن پر نوحہ کنال ہیں۔

امام سجاد علیہ السلام نے ساری عمر یاد کر بلا میں گزار دی۔ کبھی
پانی نہ پیا مگر مصائب عاشورا پر گریہ کرنے کے بعد۔ ۸
امام صادق علیہ السلام ایام محرم میں غرق ماتم ہو جاتے تھے۔
آپ کے لبوں سے ہنسی و مسکراہٹ محو ہو جاتی اور روز عاشورا
عزاداری فرماتے اور اپنے جد بزرگوار کی مجلس پڑھتے تھے۔

امام رضا علیہ السلام اپنے جد بزرگوار کے لئے عزاداری فرماتے تھے
اور روز عاشورا کی یاد کو پلکوں کے مجروح ہونے اور آنسوؤں کی
جھڑی کا دن شمار کرتے تھے۔ ۹

امام زمانہ علیہ السلام آج بھی ہر شب و روز گریہ کرنے والے

۱ امانی صدوق، ص ۱۱۶؛ بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۲۱۸

۲ کامل الزیارات، ص ۱۷۵؛ بحار الانوار، ج ۴۶، ص ۱۰۸

۳ امانی صدوق، ص ۱۲۸؛ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۸۴

علیہ السلام کے لشکر میں، ایسے لوگ بھی مورد اطمینان شاہد ہیں اور بہت سے واقعات ان کے ذریعہ نقل ہوئے ہیں۔ چونکہ ہمارا اس مضمون میں ارادہ کتاب ”مقتل خوارزمی“ کا تعارف ہے اس لئے ان مقدماتی باتوں کے بعد اصل موضوع پر آتے ہیں۔ کتاب کا تعارف درج ذیل مطالب پر مبنی ہے۔

۱۔ مصنف کتاب کا تعارف

۲۔ ابواب کتاب کا مختصر جائزہ

علوم و معارف اہل بیت علیہم السلام اور تاریخ ائمہ و امامت و خلافت ہم تک زینہ بزینہ، قدم بہ قدم و سینہ بہ سینہ ائمہ علیہم السلام اور علماء باصفا کے ذریعہ پہنچے ہیں۔ خوارزمی کے حالات اور ان کی علمی کاوشوں کا تذکرہ ہم مرحوم علامہ امینی رضوان اللہ تعالیٰ کی کتاب ”الغدیر“ ۱ سے نقل کر رہے ہیں اس لئے آپ نے بڑی دقت و چھان بین کے بعد مستند حوالوں کے ذریعہ اسے لکھا ہے۔ مرحوم علامہ امینی نے خوارزمی کے سنی حنفی المذہب ہونے کے ساتھ ان کے ثقہ اور معتبر و غیر متعصب ہونے کو بھی نقل کیا ہے۔

نام

حافظ ابوالمؤید، ابو محمد، موفق الدین بن احمد بن ابی سعید اسحاق بن مؤید مکی حنفی، معروف بہ ”أخطب خوارزم“

ولادت و مسکن

خوارزمی ۴۸۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۶۸ھ میں انتقال کیا۔ حدیثوں کو حاصل کرنے اور یاد کرنے کے لئے ایک

فارسی زبان میں پہلی کتاب مقتل چوتھی صدی ہجری میں ”ابو علی محمد بلعمی کے ذریعہ تالیف ہوئی۔ اصل میں یہ کتاب ”تاریخ طبری“ کا خلاصہ ہے اور ”تاریخ بلعمی“ کے نام سے شہرت پائی۔ قابل ذکر ہے کہ علمائے اہل سنت نے بھی کتاب مقتل لکھی ہیں اور ان میں سے دس سے زیادہ کتابیں بہت مشہور ہیں۔ ان میں سے قدیم ترین مقتل الحسین علیہ السلام تالیف ابو مؤید اخطب خوارزمی ہے۔ یہ مقتل چھٹی صدی ہجری میں لکھا گیا۔

مقال کے حوالے

مقتل نویسی اپنی اسناد کے ساتھ مختلف منابع کے ذریعہ وجود تحریر میں آئی ہیں۔ ان میں سے اہم ترین منابع اور حوالے درج ذیل ہیں۔

۱۔ روایتیں جو اس سلسلہ میں ائمہ ہدی علیہم السلام کے ذریعہ وارد ہوئی ہیں۔

۲۔ امام سجاد علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام کے مختلف خطبوں میں روداد شہادت نقل ہوئی ہیں۔

۳۔ وہ لوگ جو امام علیہ السلام کے لشکر میں تھے لیکن فیض شہادت سے بہرہ مند نہ ہو سکے۔

۴۔ دشمن کی فوج کے لشکری جیسے ”حمید بن مسلم“ اور ”بلال بن نافع“ نے مظلومیت امام حسین علیہ السلام اور مظلومیت و مصائب اہل بیت علیہم السلام کو چھپانے کے لہذا ان لوگوں نے بھی آنکھوں دیکھا حال نقل کیا ہے۔

۵۔ وہ لوگ جو نہ تو دشمن کے لشکر میں تھے اور نہ ہی امام حسین

نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ابو بکر و عمرو عثمان بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہو گئے، میں نے خدا سے پوچھا کہ علی کہاں ہیں؟ کہا: وہ پیغمبروں اور صدیقین کے ہمراہ علی علیین میں ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میں نے یزید کو آتش جہنم میں دیکھا۔

اس طرح کی روایتیں واضح کرتی ہیں کہ خوارزمی خلفاء پر عقیدہ رکھنے کے ساتھ ساتھ خاندان پیغمبر کے مقام و مرتبہ کو بلند و برتر جانتا تھا اسی لئے اس کی کتابوں میں جعلی حدیثیں بھی کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ لہذا اس بات پر توجہ رہے کہ اس نے جو مقتل لکھا ہے وہ بہت حد تک سید ابن طاووس کے مقتل سے مشابہ ہے البتہ اس میں افراط یعنی ”زیادہ روی“ سے نزدیک ہے۔

مقتل کا تعارف

کتاب کا نام ہے ”مقتل الحسین“

ایسوسی ایشن آف امام مہدی علیہ السلام، بمبئی کے کتاب خانہ امام مہدی علیہ السلام کے شماره ثبت ۳۵۳۲ کا نسخہ ہمارے سامنے ہے۔ الجزء الاول اور الجزء الثانی، العلامة لکبیر الشیخ محمد السماوی کی تحقیق و تعلیق کے بعد ایک ہی جلد میں، منشورات مکتبۃ المفید، قم۔ ایران سے شائع ہوا ہے۔ تحقیق و تعلیق ۱۳۶۶ھ میں نجف اشرف میں ہوئی ہے۔ محقق موصوف نے لکھا ہے کہ اس کتاب پر جب میں نے کام کرنا چاہا تو کتاب کے نسخہ عراق میں دستیاب نہ تھے لہذا علامہ امینی صاحب کتاب الغدیر نے مجھے نسخہ فراہم کیا اور میں نے استنساخ کے بعد انہیں لوٹا دیا۔ علامہ سماوی نے سوانح خوارزمی کے لئے علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الغدیر سے رجوع

طولانی مدت سفر کرتے رہے اور کچھ وقت کے لئے مکہ میں بھی سکونت اختیار کی لیکن ان کی شہرت ”خطیب خوارزمی“ کے نام سے اس لئے رہی کہ آپ خوارزم کی جامع مسجد میں خطبہ دیا کرتے اور موعظہ کرتے تھے۔ اپنی آخری عمر تک اسی شہر میں رہے۔

مذہب و عقیدہ

خوارزمی شیعہ نہ تھے۔ فروع دین میں وہ حنفی مذہب تھے۔ انہوں نے ایک کتاب ”مناقب ابو حنیفہ“ بھی لکھا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ معتزلی تھے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کی کتابوں میں ”عقل گرانی“ نظر نہیں آتی۔ بہر حال ان کا لگاؤ اور محبت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سے صاف ظاہر ہوتا ہے لیکن ان کے حنفی مذہب ہونے میں کوئی شک و تردید نہیں ہے اس لئے کہ ان کی کتابوں میں ان کا مذہب واضح ہے اور انہوں نے ان دونوں عقیدوں کو متحد کرنے کی بارہا کوشش کی ہے۔ مثلاً مناقب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ذیل میں خوارزمی نے لکھا کہ عائشہ نے پیغمبر کے حوالہ سے نقل کیا کہ: ابو بکر پھر عمر پیغمبر کے بعد سب سے افضل ہیں۔ پھر خوارزمی نے نقل کیا ہے کہ: حضرت فاطمہ سألتہا نے عائشہ سے سوال کیا کہ کیوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا نام نہیں لیا؟ تو عائشہ نے کہا اس لئے کہ علی نفس پیغمبر ہیں اور کیا تم نے کسی کو دیکھا کہ وہ اپنے ہی بارے میں گفتگو کرے۔

اسی طرح خوارزمی نے ایک مقام پر عمر بن عبدالعزیز سے

۱۔ مقتل الحسین للخوازمی، جزء اول، فصل راجع ص ۴۳

- ۳۔ شیخ ابوالرضا، طاہر بن ابی المکارم، عبدالسید بن علی
 ۴۔ ابو جعفر، محمد بن علی بن شہر آشوب، سروری، مازندرانی متوفی
 ۵۸۸ خوارزمی سے مکاتبہ کرتے تھے۔

۵۔ شیخ ابو محمد، عبداللہ بن جعفر بن محمد حسینی نے کتاب مناقب کو
 مولف سے روایت کیا ہے۔

تالیفات خوارزمی

خوارزمی علم فقہ و حدیث و تاریخ و ادب اور تمام علوم متفرقہ
 پر دست کمال رکھتا تھا اور اس کی شہرت اس کی زندگی میں ہی
 اکناف جہان میں پہنچ چکی تھی۔ اس نے بہت زیادہ کتابیں
 لکھی ہیں لیکن جو مشہور ہیں اور ہم تک پہنچی ہیں ان میں بعض
 کے نام اس طرح ہیں:

- ۱۔ مناقب امام ابوحنیفہ: دو جلدوں میں حیدرآباد دکن سے
 ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوئی۔
- ۲۔ رد شمس برائے امیر المومنین علی علیہ السلام: ابو جعفر، ابن شہر
 آشوب نے اپنی مناقب میں جلد ۱ صفحہ ۴۸۴ پر اس
 کتاب کا نام لیا ہے۔
- ۳۔ کتاب الربعین، پیغمبر اکرم ﷺ اور امیر المومنین علیہ السلام کے
 مناقب میں۔ خود خوارزمی نے مقتل میں اس کا نام لیا ہے
 اور ابن شہر آشوب نے اس کتاب سے روایت کی ہے۔
- ۴۔ کتاب قضایائے امیر المومنین، ابن شہر آشوب نے مناقب
 کی جلد ۱ میں صفحہ ۴۸۴ پر اس کا نام لیا ہے۔
- ۵۔ دیوان شعر: چلیبی نے کشف الظنون، ج ۱، ص ۵۲۴ پر اس
 کا تذکرہ کیا ہے۔

کرنے پر زور دیا ہے لہذا ہم اختصار کے ساتھ ”الغدیر“ سے
 خوارزمی کے اسامید و شاگرد اور عملی کاموں پر روشنی ڈالیں گے
 اوپھر ”مقتل الحسین“ کا جائزہ لیں گے۔

خوارزمی کے مشائخ و اسامید روایت

علامہ امینی رحمہ اللہ علیہ نے ۳۵/ اسامید کے نام لکھے ہیں ہم
 صرف چند پر اکتفا کرتے ہیں۔

- ۱۔ حافظ نجم الدین عمر بن محمد بن احمد، نسفی متوفی ۵۳۷ھ سے
 تحصیل علم کیا اور حدیث میں نقل کیں۔
- ۲۔ ابو القاسم، صبا اللہ، محمود بن عمر زرخشری متوفی ۵۳۸ھ، سے
 ادبیات کا علم حاصل کیا اور حدیث میں حاصل کیا۔
- ۳۔ ابو الحسن، علی بن حسین غزنوی، ملقب بہ بزبان، متوفی ۵۵۱ھ
- ۴۔ ابو الفرج، شمس الاممہ، محمد بن احمد مکی، یہ خوارزمی کا بھائی تھا
 جس کا تذکرہ مقتل میں کیا ہے۔ اپنے بھائی کی بزرگی
 اور عظمت کے لئے یہ القاب استعمال کئے ہیں۔ سراج
 الدین، رکن الاسلام، شمس الاممہ، امام الحرمین، اپنے بھائی
 سے املاء کے ذریعہ روایتیں نقل کی ہیں۔ بقیہ کی تفصیل
 کے لئے رجوع کیجئے الغدیر، ج ۴۔

شاگردان خوارزمی

- درج ذیل چند شاگردوں کے نام ملاحظہ فرمائیں:
- ۱۔ برہان الدین، ابو المکارم، ناصر بن ابی المکارم، عبد السید،
 مطرزی خوارزمی، حنفی (۵۳۸ھ تا ۶۱۰ھ)
 - ۲۔ مسلم بن علی، ابن اخت نے، مناقب خوارزمی کو نقل کیا
 ہے۔

۶۔ کتاب فضائل امیر المؤمنین، معروف بہ مناقب، ۳۲۴ھ میں شائع ہوئی ہے۔

سلسلہ رواۃ

علامہ امینی فرماتے ہیں: میں نے کتاب مناقب خوارزمی کو اپنے زمانے کے طاقتور فقہ شیعہ علوی سے خوارزمی تک اس طرح سلسلہ وار روایت کی ہے: آیت اللہ حاج آقا حسین قمی متوفی ۱۲۴۱ھ رجب الاول ۳۶۶ھ سے روایت، انہوں نے علامہ اکبر سید مرتضیٰ کشمیری متوفی ۱۳۲۳ھ سے، انہوں نے سید مہدی قزوینی متوفی ۱۳۰۰ھ سے، انہوں نے اپنے چچا سید محمد باقر ابن احمد قزوینی سے متوفی ۱۲۴۶ھ سے، انہوں نے اپنے ماموں سید محمد مہدی بحر العلوم متوفی ۱۲۱۲ھ سے، انہوں نے استاد اکبر بہبہانی متوفی ۱۲۰۸ھ سے، انہوں نے اپنے والد اکمل بہبہانی سے، انہوں نے جمال الدین خوانساری متوفی ۱۱۲۵ھ سے، انہوں نے علامہ تقی مجلسی متوفی ۱۰۷۰ھ سے، انہوں نے شیخ جابر بن عباس نجفی سے، انہوں نے محقق کرکی شہید ۹۴۰ھ سے، انہوں نے شیخ زین الدین علی بن بلال جزائری سے، انہوں نے شیخ ابو العباس احمد بن فہد علی متوفی ۸۴۱ھ سے، انہوں نے شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ علی اسدی متوفی ۸۲۶ھ سے، انہوں نے شیخ و استاد شہید اول در سال ۸۶۶ھ سے، انہوں نے رضی الدین ابو الحسن علی فریدی اہلی متوفی ۷۵۷ھ سے، انہوں نے آیت اللہ علامہ حسلی متوفی ۲۶۶ھ سے، انہوں نے شیخ نجیب الدین یحییٰ بن احمد حسلی متوفی ۶۸۹ھ سے، انہوں نے سید ابو محمد عبد اللہ بن جعفر حسینی سے اور انہوں نے مولف کتاب خوارزمی سے۔

علامہ علی نے دوسرے طریقہ سے بھی اس طرح نقل کیا ہے : برہان الدین ابو المکارم ناصر بن ابی المکارم سے، انہوں نے ابو الموید خوارزمی سے روایت کیا ہے۔

علامہ امینی نے ”مناقب امیر المؤمنین“ کے اس سلسلہ اسناد کو اہمیت کی بناء پر لکھا ہے اور اس کے آگے آپ نے ساتویں ہجری سے چودھویں ہجری تک کے بعض علماء اہل سنت کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے مناقب سے روایتیں نقل کی ہیں:

عناوین مقل خوارمی

خوارزمی نے اس کتاب کو پندرہ فصل میں دو جلدوں میں مرتب کیا ہے۔ ان کے نام درج ہیں:

پہلی جلد

پہلی فصل: فی ذکر شیء من فضائل النسب (بعض فضائل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

دوسری فصل: فضائل ام المؤمنین خدیجہ

تیسری فصل: فضائل فاطمہ بنت اسد

چوتھی فصل: چند نمونہ فضائل امیر المؤمنین علیہ السلام اور انہی

ذریعہ پاک

پانچویں فصل: فضائل فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

چھٹی فصل: فضائل حسن و حسین علیہما السلام

ساتویں فصل: فضائل مخصوص امام حسین علیہ السلام

آٹھویں فصل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں امام حسین علیہ السلام

کی شہادت کے بارے میں

نویں فصل: جو کچھ امام حسین علیہ السلام اور ولید مروان کے

مخفف“ سے۔ البتہ دوسرے راویوں اور مورخین کا تذکرہ بھی ہے لیکن ابن اعثم کوئی اور ابو مخنف اصل ماخذ ہیں۔ ایک بات اور بھی قابل توجہ ہے کہ خوارزمی نے ابن اعثم کوئی کی عبارتوں کو بعینہ نقل نہیں کیا ہے بلکہ کلمات و جملات کو بعض موقعہ پر بدل دیا ہے البتہ مفہوم نہیں بدلے۔

مقتل خوارزمی مقتل سید ابن طاووس ”لہوف“ سے تقریباً ایک صدی پہلے لکھی گئی ہے۔ خوارزمی کی وفات ۵۶۸ھ ہے اور سید ابن طاووس کی ولادت ۸۹ھ ہے۔ اور اس میں قدیم ترین منابع کا استعمال ہوا ہے اور خوارزمی ایک سنی حنفی عالم ہیں اس لئے اس کتاب کی ایک امتیازی حیثیت ہے۔ شیعہ علماء خوارزمی کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ابن اعثم کوئی ۳۱۲ھ میں وفات پائی اور یہ مشہور مورخ طبری و یعقوبی کا ہم عصر تھا۔ ابن اعثم شیعہ نہ تھا لیکن اس کا سنی ہونا ابن سعد و طبری و ابن کثیر کی طرح نہ تھا۔ اور چونکہ کوفہ کا رہنے والا تھا، اس کا تمایل اہل بیت علیہم السلام کی طرف زیادہ تھا۔

الفصل الحادی عشر

جیسا کہ ہم نے لکھا کہ گیارہویں فصل ہی اصل میں مقتل پر مبنی ہے، اس لئے ایک اجمالی نظر اس فصل کے مطالب پر ڈالتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے بروز منگل، ۸ رزی الحجہ یعنی یوم الترویہ کو بیت اللہ کا طواف کیا پھر صفا و مسرورہ میں سعی کی اور ۸۲ افراد جن میں آپ کے شیعہ اور دوست و احباب اور اہل بیت تھے، کے ہمراہ مکہ سے نکل پڑے۔ یہاں خوارزمی نے ان

درمیان معاویہ کی زندگی میں اور اس کے بعد پیش آیا۔
دسویں فصل: امام حسین علیہ السلام کا مکہ پہنچنا اور اہل کوفہ کے خطوط کا آنا اور مسلم بن عقیل کی شہادت
گیارہویں فصل: مکہ سے امام حسین علیہ السلام کا سفر اور عراق کے سفر کے درمیان واقعات و حادثات اور بالآخر کربلا میں شہادت۔

دوسری جلد

بارہویں فصل: قاتلان امام حسین علیہ السلام اور ان کی مدد نہ کرنے والوں کا انجام اور قاتلین پر لعنت۔
تیرہویں فصل: ذکریہ مصیبت و سوگواری اور ماتم و سید زنی چودھویں فصل: آپ کی تربت کی زیارت
پندرہویں فصل: قیام مختار ثقفی اور قاتلین سے انتقام قابل توجہ: خوارزمی نے اگرچہ اس کتاب کا نام مقتل رکھا ہے لیکن اس کے مطالب کو دیکھنے کے بعد یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ تقریباً دو تہائی مطالب مقتل سے متعلق نہیں ہیں بلکہ پہلے حصہ میں مناقب اہل بیت علیہم السلام، دوسرے حصہ میں واقعات کربلا و شہادت اور تیسرے میں قیام مختار اور قاتلین سے انتقام کا تذکرہ ہے۔

اس کتاب کی گیارہویں فصل اصل میں ”مقتل“ ہے۔

اہم بات

امام حسین علیہ السلام کا مدینہ سے نکل کر مکہ آنا اور پھر مکہ سے عراق پہنچنے تک کے حالات کو خوارزمی نے زیادہ تر ”تاریخ ابن اعثم کوئی“ سے نقل کیا ہے اور حوادث روز عاشورا کو ”مقتل ابو

علیہ السلام کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا أُمِّمُوا لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۗ إِنَّمَا مُمِّمُوا لَهُمْ لِيُذَادُوا إِثْمًا ۗ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٥٨﴾ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے جو ان کو مہلت دے رکھی ہے، وہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ (حالانکہ) ہم نے مہلت صرف اس وجہ سے دی ہے تاکہ وہ اور خوب گناہ کر لیں اور (آخرت) ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ خدا ایسا نہیں ہے کہ خبیث اور طیب کی تمیز کئے بغیر جس حالت پر تم ہو اسی حالت پر مومنوں کو بھی چھوڑ دے.....

یہ سن کر شمر کا ایک ساتھی سامنے آیا اور کہا اب کعبہ کی قسم! ہم طیب میں سے ہیں اور تم خبیث میں سے اور ہم تم سے علیحدہ ہیں۔ بریر بن خضیر ہمدانی نے اس کی بات کو کاٹا اور چلائے: اے فاسق، اے فاجر، اے دشمن خدا، اے پیچھے سے پیشاب کرنے والے کے بیٹے! تو طیب میں سے ہے اور حسین بن رسول اللہ خبیث میں سے؟ خدا کی قسم تم جانور ہو۔ جو تمہارے منہ میں آتا ہے اسے..... باقی صفحہ نمبر ۲۵ پر

۱۔ سورۃ آل عمران (۳): آیات ۷۸، ۷۹

۲۔ عربی عبارت ہے: يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ كُلُوا وَسِجِّئَاتِهِمْ: عرب کے درمیان ایک فحش ہے جس کا مطلب ہے اے اس عورت کے بیٹے جس کو حیض پیچھے سے آتا ہے۔ ایک مفہوم اس قول کا یہ بھی ہے کہ پیٹھ دکھا کر فرار کرنے والے جس کا پیشاب نکل جائے، کی بیٹے۔

تمام لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو امام سے ملنے کے لئے آئے اور امام علیہ السلام کو روکنا چاہا یا کوئی اور مشورہ دیا۔ الملتظر کے مختلف شماروں میں ان واقعات کی بہتات ہے۔

پھر مکہ سے کربلا تک کی منزلوں کا ذکر ہے مثلاً پہلی منزل تنعیم و..... پھر منزل ذات عرق پر بشر بن غالب جو کہ عراق کے قبیلہ بنی اسد سے تھا، سے ملاقات اور اس سے عراق کے حالات کا دریافت کرنا، فرزدق سے ملاقات اور وہ تمام واقعات جو مکہ سے کربلا تک پائے جاتے ہیں، خوارزمی نے نقل کئے ہیں۔

اس کے بعد ۲ محرم کو کربلا میں وارد ہونے سے لے کر روز عاشور امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور تمام شہدائے کربلا کی شہادت کا تذکرہ خوارزمی نے کیا ہے۔ وہ تمام خطبے جو امام حسین علیہ السلام نے ۲ محرم سے عصر عاشور تک دئے ہیں ان کا بھی تذکرہ ہے۔

مضمون کے آخر میں ایک مختصر واقعہ نقل کر رہے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ باطل پر اڑا رہنے والا اپنی خباثت کو حق پر تھوپنے کی کوشش کرتا ہے۔ آج بھی یزید کے حامی شمر کی پیروی میں اپنی خباثت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

شمر خبیث ہے

خوارزمی نے واقعہ بیان کیا ہے کہ شب عاشور امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب عبادتوں میں مشغول تھے کہ آدھی رات کو شمر ابن ذی الجوشن اپنے کچھ سپاہیوں کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کے خیموں کے قسریب جا سوسی کے لئے آیا تو اس نے امام حسین

۱۔ مقتل خوارزمی، ج ۱، ص ۲۵۱

تربت امام حسین علیہ السلام ذریعہ تبرک

اعتراض:

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص

قرآن مجید میں تبرک کے سلسلہ میں شبہات پیدا کرنے والوں کے لئے جناب یعقوب اور جناب یوسف علیہما السلام کے واقعہ میں بہترین جواب موجود ہے۔

جناب یعقوب، جناب یوسف علیہما السلام کے فسراق میں زار و قطار گریہ و زاری کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کی بینائی چلی گئی۔ بالآخر جب جناب یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں سے جناب یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص کو مس کیا گیا تو انہیں دوبارہ بینائی مل گئی۔

إذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَالْقَوْلُ عَلَى وَجْهِ آيَةٍ
يَأْتِ بِبَصِيرًا

”میری یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے والد کے
چہرہ پر ڈال دینا تو ان کی بینائی لوٹ آئے گی۔“

(سورۃ یوسف (۱۲): ۹۳)

ہم امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی سے کیوں تبرک حاصل نہیں کر سکتے کہ جس میں امام حسین علیہ السلام کا پاکیزہ خون شامل ہے۔ وہ حسین علیہ السلام جو تمام شہداء کے سردار ہیں، حضرت رسول خدا ﷺ کے لخت جگر ہیں، اپنے بھائی امام حسن علیہ السلام کے ساتھ وہ بھی جو انان جنت کے سردار ہیں۔ اگر جناب یعقوب علیہ السلام نے ایک بے جان قمیص سے تمسک حاصل کیا تو وہ اتنا عظیم تبرک ثابت ہوا کہ ان کی بینائی لوٹ آئی، تو ان مسلمانوں کو اس بات میں کیا اعتراض ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی سے ہم تبرک

جہاں نام نہاد، عصیبت زدہ مسلمان مبلغین اپنے ذہن کی اختراع کے سبب تبرکات کو اپنے مفسد مقاصد کے خلاف پاتے ہیں، وہی ان برکات کو ناجائز عمل جو شیعیان اہل بیت علیہم السلام سے منسک ہے، قرار دینے کے لئے ایک نئے منسک کو ایجاد کرتے ہوئے بیان دیتے ہیں کہ تبرکات اور وسیلہ برکت و فضیلت نہیں ہے۔ فضیلت و برکات بالراست خدا سے حاصل کرنا چاہئے۔ مثال کے طور پر وہ آثار جو امام حسین علیہ السلام کی ہمہ گیر ذات سے تعلق رکھتے ہیں جیسے تربت امام حسین علیہ السلام یہ شیعوں کی ایجاد اور ان کا ایک بدعتی عمل ہے جو نہیں ہونا چاہئے۔

جواب:

ہم یہاں اس بات کو ثابت کریں گے کہ جس طرح توسل اور شفاعت کے سلسلہ میں جو بے بنیاد اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں بالکل اسی طرح تبرک کے سلسلہ میں یہ اعتراض بے بنیاد اور غیر اسلامی ہے۔

(الف) قرآن تبرک کو جائز قرار دیتا ہے

ایسے شبہات ایجاد کرنے والوں کو پہلے قرآن کریم سے آشنا ہونا چاہئے۔ اگر یہ لوگ قرآن سے واقفیت رکھتے تو انہیں تبرک کے سلسلہ میں ایسا کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ اگر یہ لوگ قرآن کو حجت قرار دیتے ہیں تو مندرجہ ذیل آیات ان کے شبہات کو زائل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

حاصل نہ کریں؟

(۲) جناب جبرئیل علیہ السلام کے قدموں کی مٹی

اللہ نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا۔ سامری جو کہ ضلالت و گمراہی میں تھا اس نے ایک گوسالہ بنایا اور لوگوں سے بتایا کہ یہ گوسالہ جناب موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے۔ بنی اسرائیل کے لوگ اس کے دھوکے میں آگئے اور اس گوسالہ کی پرستش کرنے لگے۔ جب جناب موسیٰ علیہ السلام واپس پلٹے تو اپنے پیروکاروں کو اس گوسالہ کی عبادت کرتا دیکھ کر بہت غضبناک ہوئے۔ انہوں نے سامری کو بلا کر پوچھا تو کس طرح میرے پیروکاروں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوا؟

سامری نے جواب دیا کہ میں نے (جبرئیل کو) دیکھا جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا۔ میں نے نمائندہ پروردگار کے نشان قدم کی ایک مٹھی خاک اٹھالی اور اس کو گوسالہ کے اندر ڈال دی۔ مجھے میرے نفس نے اسی طرح سمجھایا تھا۔

(سورہ طہ (۲۰): ۹۶)

اگر جبرئیل علیہ السلام کے قدموں کی مٹی ایک بے جان چیز میں جان پیدا کر سکتی ہے تو کیوں امام حسین علیہ السلام کے قبر کی مٹی سے تبرک حاصل کرنے میں اعتراضات اٹھائے جاتے ہیں؟ جب کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام اور اصحاب کساء کے غلاموں میں سے ایک غلام ہیں۔ ۱۔

(ب) حدیث میں تبرک کا جواز موجود ہے

(۱) حجر اسود کی حقیقت

۱۔ مدینہ المعجزہ، ج ۲، ص ۳۹۵؛ ج ۴، ص ۵۶

تنقید کرنے والے صرف یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ تبرک غلط اور غیر اسلامی ہے۔ اگر وہ واقعی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو کسی بے جان چیز سے تبرک حاصل نہیں کرنا چاہیے تو سب سے پہلے انہیں حجر اسود کو خانہ کعبہ سے ہٹا دینا چاہیے۔ انہیں حجر اسود کا احترام نہیں کرنا چاہیے اور اسے اس طرح نظر انداز کر دینا چاہیے جیسے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے (معاذ اللہ)۔

یہ بات صحیح احادیث میں موجود ہے اور تمام مسلمان اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ حجر اسود قیامت کے دن تمام حاجیوں کے لئے گواہی دے گا۔ مسلمان تمام تر صعوبتوں کے باوجود اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ حجر اسود کو سلام کریں اور چاہے جتنا دور سے ہی سہی اس کی طرف رخ کر کے اشارہ کرتے ہیں تاکہ قیامت کے دن حجر اسود خدا کے بارگاہ میں ان کے حج کی گواہی دے۔

حجر اسود کی برکات، تبرک کا انکار کرنے والوں کے لئے واضح دلیل ہے۔

(۲) لعاب دہن سے ملی ہوئی مدینہ کی مٹی میں شفا

بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں کہ بیمار افراد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مقدس مٹی کو استعمال کیا اور وہ شفا یاب ہوئے۔ بہت سی معتبر کتابوں میں ان واقعات کو درج کیا گیا ہے اور ان کی اسناد کی بھی تصدیق کی گئی ہے۔ پھر بھی بے جا اعتراض کرنے والے شرک کی آڑ میں ایسی حدیثوں کا انکار کرتے ہیں اور اس عمل کو ناجائز اور بدعت بتاتے ہیں۔

ہم یہاں اعتراض کرنے والوں کی توجہ ان ہی کی کتابوں کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ ان کی کتابوں میں بھی بہت

تربت کو بیش قیمت جانتے ہیں۔

اسماعیل ابن ثابت ابن قیس ابن شمع نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مدینہ کی مٹی میں جذام کے مرض کا علاج موجود ہے۔“^۱
یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیونکر کربلا کی مٹی سے تبرک حاصل کرنا شرک ہے جبکہ مدینہ کی مٹی سے تبرک حاصل کرنا توحید ہے؟

(۴) مکھی کے پر میں شفا ہے

جب شیعہ حضرات امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی مٹی سے شفا حاصل کرتے ہیں تو ان پر طنز کیا جاتا ہے اور ان کا مسخرہ بنایا جاتا ہے جبکہ اگر یہی طنز و مسخرہ کرنے والے لوگ اپنی کت ابوں کی طرف متوجہ ہوں تو انہیں مکھی کے پر میں بھی شفا دکھائی دے گی۔ ابو ہریرہ نے حضرت رسول خدا ﷺ سے نقل کیا ہے۔ اگر تمہارے پیالے میں مکھی گر جائے تو اس کو مکمل طور پر کھانے کے ساتھ کھا لینا چاہیے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے جبکہ دوسرا میں دوا ہے۔^۲

(۵) رسول خدا ﷺ کے پیشاب میں شفا ہے

شہبات پیدا کرنے والے شیعوں کے اس عقیدہ کا مذاق اڑاتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام تمام جہات سے پاک و پاکیزہ
۱ جامع الاحادیث، ج ۵، ص ۲۳۷، حافظ جلال الدین سیوطی؛ بل الہدی والرشاد، محمد ابن یوسف الصاجی الثامی (وفات ۹۴۲ ہجری)؛ کنز العمال ج ۱۲، ص ۱۰۶، ج ۲۸، ص ۳۴
۲ صحیح بخاری، ج ۵، ص ۲۱۸۰، باب ۵۷، ’جب مکھی پیالے میں گرجائے‘ کتاب ۹، ’کتاب الطب‘

سے ایسے واقعات کو نقل کیا گیا ہے جن میں بیماروں کو مٹی استعمال کرنے سے شفا ملی۔

ہم مختصراً کچھ واقعات کا تذکرہ کریں گے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ضروری نہیں ہے کہ شیعہ ان حدیثوں کو صحیح مانتے ہوں کیونکہ یہ کتابیں ان کے لئے دلیل نہیں ہیں۔ یہاں ان حدیثوں کو صرف اس مقصد سے نقل کیا جا رہا ہے کہ اعتراض کرنے والوں پر ان ہی کی کتابوں سے اتمام حجت ہو۔

عائشہ سے منقول ہے: جب بھی کوئی شخص حضرت رسول خدا ﷺ سے زخم کی شکایت کرتا تھا تو آپ ﷺ اپنی انگلی میں کچھ مٹی لیتے اور اپنی انگلی زمین پر رکھتے۔ پھر اللہ کا نام لیتے ہوئے اپنی انگلی اٹھاتے اور ہم میں سے کسی ایک کا لعاب دہن اس زمین (مدینہ کی زمین) سے ملاتے تاکہ ہم اللہ کی اجازت سے شفا پا جائیں۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ اور زبیر کے حوالے سے چند لفظی فرق کے ساتھ درج کی گئی ہے۔^۱

قارئین مندرجہ ذیل حوالوں کو رجوع کر سکتے ہیں:

صحیح بخاری ج ۵ ص ۲۱۶۸ ح ۵۴۱۴ باب ۳۷ رقیہ النبی ﷺ اور صحیح بخاری باب ۹ کتاب الطب

(۳) مدینہ کی مٹی میں جذام کا علاج ہے

یقیناً اعتراض کرنے والے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ کربلا کے علاوہ ہر ایک شہر کی مٹی میں شفا دینے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہاں ہم دیکھیں گے کہ وہ حضرات کس طرح مدینہ کی

۱ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۷۲۴ ح ۲۱۹۴ کتاب سلام باب ۲۱، استحباب رقیہ (لعاب دہن کے استعمال کا مستحب ہونا)

کرنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں جبکہ یہی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے خون کو پینا جہنم سے امان کا سبب ہے۔

ابو حمید غزالی نے نقل کیا ہے: قریش کے ایک جوان نے دیکھا کہ رسول خدا ﷺ نے حجامت کروائی اور ان کا خون ایک برتن میں جمع ہو گیا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا کہ کوئی اسے دیکھ نہیں رہا ہے تو وہ برتن کو چپکے سے دیوار کی طرف لے گیا اور اسے پنی لیا۔ کچھ دنوں بعد جب رسول خدا ﷺ نے اسے دیکھا تو اس سے کہا، واے ہوتجھ پر! تو نے وہ خون کیوں پیا؟ اس نے جواب دیا: میں دیوار کے پیچھے چھپا تھا۔ رسول خدا ﷺ نے سوال کیا: تو نے اپنے آپ کو کیوں چھپایا ہوا تھا؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اس بات کو گوارا نہ سمجھا کہ میں آپ کے خون کو مٹی میں بہا دوں لہذا میں نے آپ کا خون استعمال کر لیا (پنی لیا)۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تو نے اپنے آپ کو جہنم سے بچا لیا۔ ۳

یہ وہ غزالی ہے جس نے یزید (لعنہ اللہ علیہ) کی دفاع کی ہے اور امام حسین کے خون کے بہائے جانے کے جواز کو پیش کیا ہے۔ اس نے ایسی حدیثوں کو نقل کیا ہے جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے کہ رسول خدا ﷺ کے خون کو بہایا جائے۔ نبی کا خون بہانا حرام اور نبی کے وحی کا خون بہانا جائز؟

۳ لعل المتناہیہ، ج ۱، ص ۱۸۶؛ البدیع المنیر، ج ۱، ص ۷۳؛ الخصائص الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۲۰

ہیں۔ وہ اس بات کو یا تو بھول جاتے ہیں یا جان بوجھ کر فراموش کرتے ہیں کہ خود ان کی کتابوں میں ایسی حدیثیں نقل کی گئی ہیں جو رسول خدا ﷺ کے پیشاب اور پائخانہ کو پاک و پاکیزہ اور شفا اور شفا کا ذریعہ قرار دیتی ہیں۔

ام ایمن عیالہم سے منقول ہے: حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک برتن میں پیشاب کیا اور صبح کے وقت مجھ سے کہا کہ اسے پھینک دو۔ میں رات کے وقت اٹھی، مجھے پیاس محسوس ہو رہی تھی تو میں نے غلطی سے اس (پیشاب کے) برتن کو پی لیا۔ بعد میں رسول خدا ﷺ نے سوال کیا اے ام ایمن! کیا تم نے اس برتن کو خالی کر دیا؟ ام ایمن نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جب رات میں میری آنکھ کھلی تو مجھے پیاس محسوس ہو رہی تھی تو میں نے اس برتن سے پی لیا۔ حضرت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آج کے دن سے تمہیں کبھی پیٹ کا درد نہیں ہوگا۔ ۱

حکیمہ بنت عمیمہ نے اپنی والدہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ایک برتن میں پیشاب کیا اور اسے اپنے بستر کے نیچے رکھ دیا۔ رات میں آپ ﷺ اٹھے اور اس برتن کو ڈھونڈھا مگر آپ ﷺ کو وہ برتن نہیں ملا۔ رسول خدا ﷺ کو بتایا گیا کہ ام سلمہ کے حبشی غلام بُراہ نے اسے استعمال کر لیا۔ رسول خدا ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایسا کر کے اس نے اپنے آپ کو جہنم سے محفوظ کر لیا۔ ۲

(۶) حجامت کے بعد رسول خدا ﷺ کے خون کو استعمال

۱ تاریخ دمشق، ج ۴، ص ۳۰۳؛ البدایہ والنہایہ، ج ۵، ص ۳۲۶؛ الخصائص الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۲۲
۲ المعجم الکبیر، ج ۲، ص ۲۰۵؛ الخصائص الکبریٰ، ج ۲، ص ۳۴۱

(۷) ابن تیمیہ کے غسل میت کا پانی تبرک ہے

ابن خاطر دمشقی جو ابن تیمیہ کا شاگرد تھا اس نے نقل کیا ہے کہ کس طرح مسلمانوں نے ابن تیمیہ کے غسل میت کے پانی کو تبرک کی طرح حاصل کیا۔ ۱۔

(۸) ابن تیمیہ کی قبر، تبرک کا مرکز

ایسے بہت سارے واقعات ملتے ہیں جن میں مسلمانوں نے ابن تیمیہ کی قبر سے برکت حاصل کی۔ ان لوگوں نے ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی کو مرض کی شفا کی طرح استعمال میں لیا۔ جیسے آنکھوں کی تکلیف، بدن کا درد وغیرہ۔ ۲۔

(۹) عائشہ کے اونٹ کا خوشبودار پائخانہ

یہ ایک چونکا دینے والی بات ہے کہ وہ مسلمان جو اپنے آپ کو توحید کے علمبردار سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ بات بحث کا موضوع ہے کہ کیا امام حسین علیہ السلام کے قبر مطہر کی مٹی میں شفا ہے یا نہیں جبکہ یہی لوگ ایک غلیظ و گندی جگہ سے تبرک حاصل کرنے میں گریز نہیں کرتے۔

مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش نظر ہے:

مسلمانوں کا ایک گروہ جو زباج اور عرد قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جنگ جمل میں عائشہ کے اونٹ کے ارد گرد جمع ہو گیا۔ انہوں نے اونٹ کے پائخانہ کا احاطہ کیا، اسے اٹھایا اور پھر سونگھ کر کہنے لگے: ہماری اماں کے اونٹ کے پائخانہ سے مشک کی

خوشبو آرہی ہے۔ ۳۔

تبرک حاصل کرنے کا جواز، قرآن اور حدیث سے بالکل واضح ہے۔ جب پسینہ، پیشاب، خون، اونٹ کا پائخانہ، تبرک ہو سکتا ہے تو پھر یہ شہادت پیدا کرنے والے اس بات پر بضد کیوں ہیں کہ کر بلا کی خاک متبرک نہیں ہے۔ یہ صریحاً واضح ہے کہ یہ توحید اور شرک کا معاملہ نہیں ہے جس طرح سے لوگوں نے اسے پیش کیا ہے بلکہ یہ سب کچھ آل محمد علیہم السلام سے حسد کی بناء پر کیا گیا ہے تاکہ ان کے لامحدود فضائل میں کچھ کمی کی جاسکے۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی مفہوم اصحاب و ازواج رسول کے تعلق سے ہو تو قرآن و حدیث کی رو سے سراپا توحید ہو مگر اسی مفہوم کو آل محمد علیہم السلام کے تعلق سے بیان کیا جائے تو وہ شرک ہو جائے؟

۳۔ تاریخ طبری، ج ۳ ص ۴۸؛ الکامل فی التاريخ، ج ۳ ص ۱۳۴؛ نہایہ

العرب فی فنون الادب، ج ۲۰ ص ۴۳

۱۔ البدایہ والنہایہ، ج ۵ ص ۳۲۶

۲۔ الراد الوافر، ج ۱ ص ۷۴

شرح زیارت ناحیہ

(المنتظر محرم الحرام خصوصی شماره ۱۴۳۶ھ، پچھلے شمارے

سے جاری)

السَّلَامُ عَلَى الْمَجْرَعِ بِكَاسَاتِ مَرَارَاتِ

الرِّمَاحِ

سلام ہو اس پر جسے پیاس کی شدت میں نوک سنا کے

تلخ گھونٹ پلائے گئے۔

الْمَجْرَعِ یعنی جسے گھونٹ پلایا جائے۔ یہ باب تفعیل

کا اسم مفعول ہے۔ عربی لغت میں پینے کے لئے جَرَّعَ

استعمال کیا جاتا ہے اور کھانے کے لئے بلع۔ کاسۃ یعنی پیالہ

اور کاسات اسکی جمع ہے۔ مرارات مررۃ کی جمع ہے یعنی تلخ

اور رماح یعنی نوک سنا۔

جس وقت امام حسین علیہ السلام پشت فرس سے ارض کر بلاء پر

تشریف لائے، آپ تین دن کے بھوکے پیاسے تھے۔ اقرباء اور

انصار کے لاشوں کو اٹھا اٹھا کر زہراء سلام اللہ علیہا کے لعل کا جسد اطہر

سوکھی لکڑی کی طرح ہو چکا تھا۔ ایسی حالت میں، اشقیاء امام علیہ السلام

کو نوک سنا چبھا چبھا کر طعنہ دے رہے تھے۔ اسی لئے امام زمانہ

علیہ السلام نے چھیننے کے لئے لفظ دردناک نہیں بلکہ لفظ تلخ استعمال کیا

ہے۔ سید الشہداء علیہ السلام کا ایک فقراء اس تلخی کی بہترین ترجمانی کرتا

ہے:

أَمَا تَرَوْنَ إِلَى مَاءِ الْفَرَاتِ يَلْوُحُ كَأَنَّهُ

بُطُونُ الْحَيَّاتِ يَشْرِبُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى

وَالْكِلَابُ وَالْحَنَازِيرُ وَآلُ الرَّسُولِ (ص)

يَمُوتُونَ عَطَشًا

کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو فرات کے پانی کی طرف کس

طرح خود نمائی کر رہا ہے اسکی شفاف موہیں مجھسی

کے پیٹ کی طرح ہیں۔ یہودی، نصرانی، کتے اور سور

سب اس سے سیراب ہو رہے ہیں اور آل رسول

صلی اللہ علیہ وسلم پیاسی مر رہی ہے۔

(سوکنا مآل محمد علیہ السلام ص ۵۱، نقل از نج الشہادۃ، ص ۱۸۹)

وَقَالَ الْبَاقِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُصِيبَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ

وُجِدَ بِهِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَبِضْعُ وَعِشْرُونَ طَعْنَةً

بِرُمْحٍ وَضَرْبَةً بِسَيْفٍ أَوْ رَمِيَةً بِسَهْمٍ وَ

رُومَى ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ جِرَاحَةً

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: امام حسین علیہ السلام

گھوڑے پر سے گرے اور نوک سنا سے انکے بدن

میں تین سو بیس یا اس سے بھی زیادہ زخم تھے۔ ایک

دوسری روایت میں ہے کہ تین سو ساٹھ زخم تھے۔

(بحار الانوار، ج ۴۵، ص ۵۲)

السَّلَامُ عَلَى الْمُسْتَضَامِ الْمُسْتَبَاحِ

سلام ہو اس پر جس کو ظلم اور ستم کا نشانہ بھی بنایا گیا اور

اسکے خیام کے ساتھ لباس کو لوٹ لیا گیا۔

الْمُسْتَضَامِ کا مادہ ہے ض-ی-م اور یہ باب

استفعال کا اسم مفعول ہے۔ ضیم کا مطلب ہے ظلم۔

ضَامَهُ حَقَّقَهُ یعنی اسکا حق چھینا گیا اور مستضام

یعنی ایسا مظلوم جسکا حق چھینا گیا ہے۔

فَقَالَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ وَعَلَى
 مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَ
 قَالَ إِلَهِي إِنَّكَ تَعَلَّمْتَ أَهْمَهُمْ يَقْتُلُونَ رَجُلًا
 لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ ابْنُ نَبِيِّ غَيْرُهُ
 امام علیؑ نے آواز دی: بسم اللہ وباللہ وعلی ملت
 رسول اللہ۔ پھر آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا
 اور فرمایا: پروردگار! یقیناً تو جانتا ہے کہ یہ لوگ ایسے
 شخص کو قتل کر رہے ہیں کہ روئے زمین پر جکے علاوہ
 کوئی پیغمبر کافر زند نہیں ہے۔ پھر امام علیؑ نے تیر
 کو باہر نکالا اور خون کا پھوارا جاری ہوا۔

(نفس المسموم از شیخ عباس قمی رضی اللہ عنہ، ص ۱۹۱؛ اعیان الشیعہ از سید محمد امین
 الآملی رضی اللہ عنہ، ج ۱ ص ۶۱۰؛ اللہوف فی قتی الطفوف از سید ابن طاووس رضی اللہ عنہ،
 ص ۱۱۹-۱۲۱)

یہاں ایک بات کہنا بیجا نہ ہوگا اور وہ یہ کہ تمام ائمہ آل محمد
 علیہم السلام کی مظلومیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ انکے زمانے کے لوگوں
 نے ان سے فرار اختیار کیا۔ قرآن کریم میں سورہ فرقان کی تیسویں
 آیت (۳۰)

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا
 الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿۳۰﴾

اور (روز قیامت) رسول کہیں گے، پروردگار! بیشک
 میری قوم نے اس قرآن سے فرار اختیار کیا۔
 کہ ذیل میں تفسیر نعمانی میں آیا ہے کہ یہاں مجبور سے مراد
 امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور انکے بعد دیگر ائمہ
 معصومین علیہم السلام۔

السَّلَامُ عَلَى الْمُفْتَرِّدِ بِالْعَرَاءِ

الْمُسْتَبَاحِ كَمَا ذَهَبَ وَح - ح ہے اور یہ بھی باب
 استفعال کا اسم مفعول ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ امام
 علیؑ کے پاس جو کچھ تھا اسکو اشقیاء نے مال غنیمت اور مال
 حلال سمجھ کر لوٹ لیا، یہاں تک کہ آپ کے تن اقدس پر جو لباس تھا
 اسے بھی اتار لیا۔ ظلم کی حد تو اس وقت ہوئی جب ظالموں نے اہل
 حرم کے مال اور اسباب کو لوٹنا شروع کیا یہاں تک کہ ننھی سکیں نہ
 کے گوشوارے بھی اتار لئے۔

(یہ بات بار بار یاد دہانی کروانا ضروری ہے کہ اس زیارت
 کے تمام فقرات امام زمانہ علیہ السلام کی زبانی ہیں جو آج بھی واقعہ
 کر بلا کو عصمت کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں)۔

السَّلَامُ عَلَى الْمَهْجُورِ فِي الْوَزِيِّ
 سلام ہو اس پر کہ تمام انسانوں نے جس سے فرار
 اختیار کیا۔

الْمَهْجُورِ كَمَا ذَهَبَ ۵- ج- ر ہے اور یہ ثلاثی مجرد کا اسم
 مفعول ہے یعنی جس سے فرار اختیار کیا جائے۔ وزی یعنی تمام
 انسان۔

تمام لوگوں نے امام حسین علیہ السلام سے فرار اختیار کیا۔ حسین
 علیہ السلام یکہ و تنہا رہ گئے تھے۔

مقتل میں ایک عجیب دل سوز جملہ ملتا ہے: امام علیؑ
 کنارے تشریف لاتے تاکہ تھوڑا آرام کر لیں۔ ایک کنارہ کھڑے
 تھے کہ اچانک ایک بڑا پتھر دشمن کی جانب سے آیا اور آپ کی
 مبارک پیشانی پر لگا۔ خون بہنا شروع ہوا۔ جیسے ہی امام علیؑ
 نے چاہا کہ اپنے دامن سے خون کو صاف کریں ایک زہر آلود تین
 شعبہ کا تیرا آکر آپ کے شکم مبارک پر لگا۔

سلام ہو اس پر جسے یوں عریاں چھوڑ دیا ہو جس کی مثال نہیں ملتی۔

جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا، بے رحم دشمن جو صرف اور صرف دنیا کی لالچ میں امام علیہ السلام کا لباس جسم پر باقی رہنے نہ دیا اور خون میں ڈوبالاشہ سر زمین کر بلاء کی تپتی زمین پر برہنا چھوڑ کر چلے گئے۔

بحر بن کعب نے ایک لباس اتار لیا، اغنس بن مرثد نے عمامہ سر سے اتار لیا۔ اسود بن خالد نے نعلین اتار لی، بحبدل بن سالم نے انگوٹھی اتارنے کی کوشش کی جب انگوٹھی نہ اتری تو لعین نے آپ کی انگلی کاٹ کر انگوٹھی اتار لی۔ عمر بن سعد نے آپ کی زہ اتار کر رکھ لی، جمیع بن خلث نے آپ کی شمشیر رکھ لی، پھر قیامت کا وہ منظر تھا کہ گروہ در گروہ خیمہ حسینی پر حملہ کر رہا تھا اور سیدانیوں کو لوٹ رہا تھا۔ یہاں تک کہ خاندان نبوت کی ناموس کے کمروں پر جو چادریں بندھی ہوئی تھیں انہیں بھی چھین لیا۔ اہل حرم خیمے سے باہر آئے اور اپنے شہداء پر گریہ اور ماتم فرمانے لگے۔

(لہوف از سید بن طاووس رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۳۰-۱۳۱)

حمید ابن مسلم (جو دشمنوں کا سر باز اور مخبر تھا) کہتا ہے، ”خدا کی قسم، میں زینب بنت علیؑ کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا جب وہ شہداء کے لاشے کے کنارے گریہ کر رہی تھی اور صداء دلسوز اور قلب غمگسار سے فرما رہی تھی

واحمد ادا صلی علیک ملیک السماء

هذا حسین مجزوز الرأس من القفا

مسلوب العمامة والرداء

یا محمد! آسمان کے فرشتوں نے آپ پر صلوات بھیجی

اور یہ حسین ہے کہ جھکا سراسر اسکے جسم سے جدا کر دیا گیا ہے اور جھکا عمامہ اور جھکی عبا چھین لی گئی ہے۔

السَّلَامُ عَلَى مَنْ تَوَلَّى دَفْنَهُ أَهْلُ الْقُرَى
سلام ہو اس پر جس کے دفن میں بادیہ نشینوں نے حصہ لیا۔

سید نعمت اللہ جزائری رحمۃ اللہ علیہ نے شہداء کر بلا کی تدفین کے متعلق عبد اللہ اسدی سے روایت نقل کی ہے جھکا خلاصہ ہم یہاں پیش کرتے ہیں:

جب امام حسین علیہ السلام اور انکے انصار کو شہید کر دیا گیا، عمر ابن سعد (لعنۃ اللہ علیہ) نے اپنے مردوں پر نماز پڑھوائی اور انہیں سپرد خاک کروایا اور شہداء پاک کے لاشوں کو اسی طرح خاک پر چھوڑ دیا، امام حسین علیہ السلام کے اہل بیت کو اسیر بنا کر کوفہ کی طرف چل دیا۔

نہر علقمہ کے نزدیک بنی اسد کا ایک گروہ ایک دیہات میں زندگی بسر کرتا تھا۔ بنی اسد کی خواتین قتل گاہ میں آئیں اور شہداء کے لاشوں کے ٹکڑوں کو دیکھا کہ جن میں سے ابھی بھی خون بہہ رہا تھا گویا کہ انہیں ابھی قتل کیا گیا ہو۔ یہ دیکھ کر انہیں بہت تعجب ہوا۔ وہ اپنے قبیلہ کے مردوں کے پاس آئیں اور جو کچھ انہوں نے دیکھا اسے دہرایا۔ پھر ان سے کہا، ”تم رسول خدا ﷺ، امیر المؤمنین علیہ السلام اور فاطمہ زہراء علیہا السلام کے سامنے کیا عذر پیش کرو گے اور کیسے منہ دکھاؤ گے کہ تم نے انکے فرزندوں کی مدد نہیں کی اور انکے حرم کی دفع اپنے تیز نیزوں اور شمشروں سے نہیں کی؟

اُن کے مردوں نے جواب دیا: ہم بنی امیہ سے خوفزدہ

اٹھائی، ایک قبر پائی گئی، خود اپنے ہاتھوں سے آپ کے لاشے کو قبر میں لٹایا۔ پھر آپ قبر سے باہر تشریف لائے، ایک ایک شہید کی معرفتی کروائی اور بنی اسد کی مدد سے سب کو سپرد خاک کیا۔

کچھ روایتوں میں ملتا ہے کہ امام سجاد علیہ السلام نے بنی اسد سے ایک چٹائی طلب کی، اپنے بابا کے اعضاء کو اس چٹائی میں رکھا اور جیسے ہی چاہا کہ اسے قبر میں رکھے، اچانک دو ہاتھ جو رسول خدا ﷺ کے ہاتھوں کی طرح تھے۔ قبر سے باہر آئے، اس جسم کو لیا اور قبر میں اپنے ہاتھوں سے لٹایا۔

(کبریٰ الاحمر، ص ۴۹۳)

(باقی آئندہ، انشاء اللہ)

.....صفحہ نمبر ۷ کا ابقیہ

جناب زینب سلام اللہ علیہا نے جب کوفہ میں تقریر کی تو مصائب سن کر جانور رو رہے تھے۔ دل کی گہرائیوں سے غم و الم میں ڈوبا ہوا ایک جملہ کہرام برپا کر سکتا ہے۔

مجلسیں کچھ اس طرح ہوں ہر مجلس کے بعد اہل بیت علیہم السلام سے قربت اور ان کے دشمنوں سے نفرت کا احساس بڑھتا جاتے۔ ہمارے عقائد، اخلاق و اعمال پر اہل بیت علیہم السلام کا رنگ اس قدر زیادہ ہو کہ ان کی بارگاہ اقدس سے ”ہم اہل بیت میں سے ہے“ (مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ) کی سند ملے۔

یہی صورت حال تمام مراسم عزائی ہو۔ یہ پتہ چلے اس پوری قوم پر بس اہل بیت کی حکومت ہے۔ رنگ ڈھنگ چال ڈھال سب جگہ اہل بیت علیہم السلام کی جھلک ہو۔

مختصر یہ کہ ہم کچھ اس طرح عواداری برپا کریں کہ ہمارا ہر پروگرام ایسا ہو جس میں اہل بیت علیہم السلام اور خاص کر امام زمانہ علیہ السلام شریک ہو کر دعائیں دیں۔

ہیں لیکن اس بات پر نادم ہیں کہ ہم نے آل رسول کی نصرت کیوں نہیں کی۔

عورتوں نے کہا: اب جب ہم اہل حرم کی حمایت کی سعادت سے محروم ہو گئے، اٹھو جاؤ اور ان مبارک جسموں کو دفن کرو تا کہ کم سے کم یہ شرمناک داغ تمہارے سروں پر سے مٹ جائے۔

بنی اسد کے مردوں نے جواب میں کہا: ہم تمہارے اس مشورہ کو قبول کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ اٹھے، قتل گاہ پہنچے اور پہلا فیصلہ یہ کیا کہ امام حسین علیہ السلام کے جسم اطہر کو دفنائیں گے۔ لیکن کسی بھی لاشہ پر سر نہیں تھا اس لئے وہ پہچان نہ سکے کہ کون سی لاش کس کی ہے۔ وہ حیران کھڑے تھے کہ ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک ناشناس گھوڑ سوار آیا اور سوال کیا: ”یہاں کیوں آئے ہو؟“ انہوں نے جواب دیا: ”ان لاشوں کو دفنانے کے لئے لیکن ہم ان بدنوں کو پہچانتے نہیں ہیں۔“ جیسا ہی اس شاہسوار (جو امام سجاد علیہ السلام تھے) نے یہ سنا، آواز بلند کر یہ کیا اور کہا: ”اے بابا! اے ابا عبد اللہ! کاش آپ یہاں موجود ہوتے تو دیکھتے کہ کس طرح مجھے اسیر اور ذلیل کیا گیا۔“

پھر امام سجاد علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ”میں تمہاری رہنمائی کروں گا۔“ گھوڑے سے نیچے تشریف لائے، لاشوں سے گذرتے ہوئے اچانک امام حسین علیہ السلام کے جسد مطہر پر اپنے آپ کو گرا دیا، آغوش میں لیا اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا: ”بابا! آپ کے قتل سے شامی مسرور ہوئے، بابا آپ کے قتل سے بنی امیہ خوش ہوئے، بابا آپ کے بعد ہمارا حزن و ملال طولانی ہو گیا۔“

پھر آپ کے جسم کے پاس گئے، تھوڑی سی خاک ہاتھ میں

.....صفحہ نمبر ۱۵/۱ کا بقیہ

بیشکوئی کا تذکرہ کیا جو آپ کو رسول خدا ﷺ نے خواب میں دی تھی کہ ایک ”رجل آجْرَص“ انہیں قتل کرے گا۔ رجل ابرص، سفید داغ والا، شمر تھا۔

خدا کی لعنت ہو قاتلان امام حسین علیہ السلام پر اور وہ لوگ جو قاتلان امام حسین علیہ السلام کی حمایت کرتے ہیں ان پر بھی خدا کی لعنت ہو۔

خدایا ہمیں بریر ہمدانی کی دعاؤں میں شامل فرما اور امام وقت کے ساتھ اور ان کی محبت و ولایت و الطاف و اکرام و عنایات کے سائے میں زندگی و موت عطا کر۔

اللهم عجل لوليک الفرج واجعلنا من
انصارہ واعوانہ.

چھوڑتے نہیں اور کہہ جاتے ہو۔ اے دشمن خدا میں تمہیں خبر دیتا ہوں قیامت میں رسوائی و ذلت کی اور دردناک عذاب کی۔ پھر شمر آگے آیا اور کہا: یقیناً خدا تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو عنقریب قتل کرے گا۔ بریر نے کہا! کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو؟ خدا کی قسم رسول ﷺ کے بیٹے کے ساتھ موت کو میں پسند کرتا ہوں تمہارے ساتھ زندہ رہنے کے مقابلہ میں، خدا کی قسم محمد ﷺ اور ان کی آل کی شفاعت ان لوگوں کو نہ پہنچے گی جنہوں نے پیغمبر کی ذریت اور ان کے اہل بیت کے خون بہائے..... لہ

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ کی اس

لہ مقتل خوارزمی، ج ۱، ص ۲۵۱

.....صفحہ نمبر ۱۱ کا بقیہ

ہو جائے۔ درکار ہے غور و فکر، جس کے آئینہ میں وہ جو نہیں دیکھنے والوں میں ہیں ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ کم سے کم چشم بصیرت سے دیکھ سکیں۔ سمیہ اور یاسر کو ابوسفیان نے کس بے دردی اور ظلم شعاری سے بھرے دل کے ساتھ قتل کیا تھا اور ان سے پہلے اسلام پر جان دینے والوں نے آخری سانس میں بھی ”احد“ کہہ کر دم توڑا اور یقین احدیت پر اپنے یقین کے آخری سرحد کو پار کر گئے۔ سعید نے بھی کہا مولا آپ مجھ سے راضی ہوئے۔ یہ ایک موازنہ کی ہلکی سی مثال ہے جو حسین منی کے تقاضوں کو انا من حسین نے گویا لبیک کی آواز میں مضمحل کر دیا تھا۔

قارئین کرام اس مضمون میں موازنہ تبلیغات رسالت کے دوران جو سلسلے اور موڑ آئے ان کا مقاسہ حسین علیہ السلام نے محافظت کا ناقابل تسخیر جو قلعہ تعمیر کر دیا ہے ایک فکری جائزہ ہے۔

قارئین ذرا مضمون کے مقدمہ کی طرف پلٹئے، مڑ کر اس منظر کو سامنے رکھئے جب سعید جس کا سینہ تیروں کے زخم سے بھرا تھا۔ تیر کھا کر گرے تھے۔ سرزافونے امام پر تھا نظریں آسمان کی طرف تھیں۔ اس پہلے شہید کا ہر قطرہ خون جو زمین پر پڑا تھا آفاذ رسالت کا اعلان حضور سرور کائنات کے اس جملے کے معانی اور مطالب کی شرح کر رہے تھے۔ ”انا من حسین“ گویا مشیت الہی نے پھر وہی زمین، دھوپ سے دھکتی ہوئی زمین پانی سے ترستی پیاسی زمین، بنجر اور ٹیلوں سے بھری زمین سے فرزند رسول ﷺ حق تعالیٰ کا فرستادہ رسول امین ﷺ کی آواز لا الہ الا اللہ کو دہرا ہاتھ اور قول رسول انا من حسین پر صداقت کی مہر لگادی۔ سچ ہے تاریخ نے اپنے کو دہرا یا تا کہ اتمام حجت

لہذا انھوں نے اپنی تمام فکر کو سمیٹ کر یہ شعر ”نقش.....“ رقم کر کے انصاف پرندی کا ثبوت دیا ہے۔

تاریخ بول رہی ہے سارا اسلام یعنی دنیا کے تمام مسلمان سن رہے ہیں پھر بھی تغافل عارفانہ کے چنگل میں صیدزبوں سے زیادہ کچھ بھی نہیں یعنی مدینہ سے ہجرت گویا انامن حسین کی آواز بلند کر رہا تھا۔

ہجرت کے بعد غزوات اور دو پہر تک کی کربلاء کی جنگ

ہم نے اس وقت کی فضا اور ماحول کا تقابل حضور سرور کائنات ﷺ کی بعثت کے بعد اور پھر آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے وقت کے حالات کا جائزہ لیا ہے۔ مدینہ آنے کا بعد تقریباً ۸۰ غزوات کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے۔ ذرا کربلا کی جنگ جو طسوع آفتاب سے شروع ہوئی اور بعد دو پہر ختم ہوئی اس پر منصفانہ نظر ڈالتے۔ ۷۲ کا ذکر متواتر ذکر کرتے ہیں لیکن کچھ اور بھی شہید ہیں۔ تقریباً اول الذکر غزوات کے برابر کربلا کی جنگ درمیان حق و باطل ہوتی ہے۔ اطلاعاً عرض ہے۔

پہلا حملہ جنگ مغلوبہ کا تھا۔ یعنی حسین علیہ السلام کے جیالے مجاہدوں کے ساتھ ایک بڑے لشکر کے حملہ کا سامنا تھا جو پسا ہوا اور اغنام پیچھے ہٹے تھے پھر ایک ایک مجاہد کے حملہ کا ذکر تاریخ میں ترتیب وار آیا ہے یعنی ہر ایک مجاہد کی جنگ گویا حضور سرور کائنات کے زمانہ کی جنگ گویا نیابت کی جنگ تھی۔ ہر جنگ شیر الہی کی جنگ تھی۔ حضرت قاسم ۱۳ برس کے تھے۔ ازرق شامی کے چار بیٹوں کو داخل جہنم کرنے کے بعد ازرق شامی کو دوزخ کا ایندھن

ہجرت ایک ایسا موڑ ہے جہاں سے اسلام نے اپنی حقانیت کا نشان قائم کر دیا۔ اور اس کی عظمت افلاکی ہونے کے ایسے ثبوت پیدا کئے تھے شاید اسی موازنہ کو ڈاکٹر علامہ اقبال اپنی فکری اور فلسفیانہ تجزیہ کے تحت رکھ کر کہا تھا۔

نقش الا اللہ بر صحرا نوشت
سطر عنوان نجات ما نوشت

ضرورت ہے فکر کو ہمیز کرنے کی دونوں ہجرت میں کتنی مماثلت اور کتنے مشترک عوامل ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے جب مدینہ کو کھنگالا تو وہ اچھی طرح جانتے تھے یہ وہی مدینہ ہے جہاں خاتون جنت مولا علی علیہ السلام کے ساتھ اہلبیان مدینہ کے پاس رات کی تاریکی میں تشریف لے گئیں اور علی علیہ السلام کے حق کو غضب ہونے سے بچانے کی درخواست کی تھی اور صرف ۴۰ افراد نے اپنی رضامندی ظاہر کی تھی۔ یعنی مدینہ رسول کی ہجرت کے زمانہ کا مکہ ہو گیا تھا اور گویا انامن حسین کی کتاب کھل رہی تھی

اگر رسول اکرم ﷺ ہجرت نہ کرتے تو اسلام مکہ کے حدود میں کفر کے شدید ترین حملوں کے درمیان دست گریبان رہ کر اپنے حقانیت کے آفتاب پر بادلوں کے پردوں کا سامنا کرتا رہتا۔

بالکل اسی طرح اگر امام حسین علیہ السلام ہجرت نہ کرتے اور کربلا نہ سجاتے تو اسلام حجاباً مستور کے ایک پردہ کے پیچھے دوسرا اور پھر متواتر ہزاروں پردوں میں چھپ جاتا۔ علامہ اقبال کے سامنے امام حسین علیہ السلام کی ہجرت کے اسباب و علل تھے اور رسول خدا ﷺ کی پر مغز حدیث انامن حسین ”کانوں میں گونج رہی تھی

قتل ہو کر واصل جہنم ہو اور اس طرح مباہلہ کی روایت کو دہرا دیا۔
مقصد بیان یہ ہے کہ ششماہی علی اصغر علیہ السلام سے لے کر
معمر ترین مسلم بن عوسجا تک ہر ایک کی جنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ کی جنگ کی تصویر تھی۔ اور صادق القول رسول الشقیں کا قول
انا من حسین اعلان بلند بانگ تھا۔

شہادت امام حسین اور وقت رحلت حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے قبل کے ایام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت سے پہلے جسمانی طور پر اتنا
ضعف محسوس کیا کہ ابو بکر نے نماز جماعت کی امامت کی
کوشش کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت ضعف کے باوجود
نماز پڑھانے نہیں دی اور خود امامت فرما کر لوگوں کو مستقبل کے
باب میں پیغام دے دیا۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس نماز
کے برابر بیٹھ کر نماز ادا کی یہ بھی تاریخ میں ہے)۔

مصلحت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مصلحت وہ جو خدا کی مرضی سے ہی
کلام کرتا ہے وہ جانتا ہے لیکن شعور انسانی کی روشنی میں یہ بات سمجھ
میں آتی ہے کہ رسول کی نظر مستقبل کی دور دراز یعنی صبح قیامت کے
اسلام کے سفر کی منزلوں کو دیکھ رہی تھی۔ اسی مسجد میں ابو بکر ہوں
گے۔ قضیہ فدک کا ہوگا۔ پہلی جھوٹی حدیث بیان ہوگی۔ فدک پر
غاصبانہ قبضہ ہوگا۔ خاتون جنت کے گھر کو نذر آتش کیا جائے گا۔ علی
علیہ السلام کے گلے میں ریسماں ہوگی، ذوالفقار غلاف میں تڑپ کر علی
علیہ السلام کے صبر پر محو حیرت رہے گی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے کچھ دن یا کچھ پہرہ بھی

بنادیا۔ جناب علی علیہ السلام اکبر ۱۸ برس کے تھے۔ لشکر یزیدی کو پیچھے
ڈھکیل کر اپنے بابا کے پاس آئے اور فرمایا بابا پیاس مارے
ڈال رہی ہے، پیاس کی بڑی شدت ہے۔ عباس علمدار علیہ السلام
اپنے فرائض جو ولایت امام کی بندشوں پر ادا کرتے ہوئے دریا
دشمنوں سے چھین کر کوئیوں اور شامیوں کے رخسار پر بھر پور ٹمانچہ
مارا تھا۔ معلوم نہیں کس کی لکھی ہوئی مقاتل کی داستان سے
ابو الکلام آزاد کی آنکھوں پر عصبیت کا چشمہ لگا رہا جب آپ لکھ
رہے تھے یزیدی فوج میں سے صرف ۲۲ ہی مارے گئے
تھے۔

مباہلہ

تبلیغ رسالت میں مباہلہ ایک ایسا موڑ ہے جسے کوئی مورخ
اس کو جھٹلا نہیں سکتا کیونکہ قرآن کریم تا قیامت آئینہ دکھاتا رہے گا۔
ذرا کر بلا کے مباہلہ پر بھی قارئین اک نظر ڈالیں۔ جب معقل جو
فوج یزیدی کا سپہ سالار تھا اور کوئی تھا۔ کوفہ میں فوزان کی گلی میں
بریر ہمدانی کے مکان کے قریب رہتا تھا۔ مقابلہ کیلئے آواز بلند کی تو
بریر ہمدانی اس کے مقابل میں گئے۔ معقل نے کہا بریر ہم کہتے
تھے اللہ کی رحمتیں ہمارے ساتھ ہیں اور ہم سب سیر و میراب ہیں
جس پر بریر نے کہا معقل مناظرہ بہت ہو چکا ہے اب آؤ مباہلہ
کر لیا جائے معقل نے کہا وہ کس طرح۔ بریر نے جواب میں کہا ہم
دونوں اللہ تعالیٰ پر فیصلہ چھوڑ دیں اور یہ دعا کریں حق پر باطل کو
فتح ہو جو حق پر ہو اس کی تلوار ہے باطل پر رہنے والا قتل ہو۔
معقل نے منظور کر لیا۔ دونوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا
کی۔ دونوں میں تلوار سے جنگ ہوئی اور بریر کے ہاتھوں معقل

شہادت امام حسین علیہ السلام

ذرا آئیے کر بلا آجائیے، مرزا دبیر کے مرقعہ نگاری کا یہ بند
ملاحظہ فرمائیے۔

حسین جب کہ چلے بعد دو پہر رن کو
نہ تھا کوئی کہ جو تھامے رکاب تو سن کو
سکینہ جھاڑ رہی تھیں عبا کے دامن کو
حسین چپ کہ کھڑے تھے جھکائے گردن کو
نہ آسرا تھا کوئی شاہ کر بلائی کو
لفظ بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو
یہ بند مرثیہ کا فقط رثائی شاعری کی تختیل یا مضمون نگاری میں
مرقعہ کشی کا ایک بے مثال نمونہ نہیں ہے بلکہ صاف صاف تاریخ کا
مجموعہ خلاصہ ہے جسے شعر کے قالب میں ڈھال کر مرزا دبیر نے
سپر دقلم کر دیا ہے اور شاید اس مضمون کی ادائیگی شعر میں اپنے سر
پر جناب رسول خدا ﷺ کی دعا کا سایہ رکھتی ہے جو ظلم کی تاویلات
سے کبھی کبھی پشمر دہ نہ ہوگا۔ تقریباً وہی بے بسی کا عالم رہا ہو۔ لیکن یہ
ہماری نگاہ ظاہری اسباب، ماحول اور تنہائی کے عالم پر رہتی ہے۔
امام کی نظر قیامت، حشر و نشر، جزا اور سزا کی مدت کے سرحدوں
تک رہتی ہے۔ حسین تنہا تھے۔ مجبور نہیں تھے، حسین شکستہ دل تھے
غموں اور رنج و الم سے لیکن شجاعت ایسی جسکے خوف سے لشکر بد
خصال کے دل کانپ رہے تھے۔ کبھی خندق، کبھی غیب سب یاد
آنے لگے۔ حسین دور تک پھیلے ہوئے لشکر کے سامنے آنے والے
تھے۔ عرب کے نمک حرام، بد خصال، بد طینت لشکریوں کا سامنا تھا۔

باقی تھے کہ آپ نے قلم اور قمر طاس طلب کیا کہ لاؤ میں ایک ایسی
تحریر لکھ دوں جس کے تحت تم لوگ کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ خواجہ حسن
نظامی نے اپنی کتاب محرم نامہ میں اس منظر کو تحریر فرمایا ہے جب
ایک بڑ بونگ مچ گیا۔ بنی ہاشم کھینٹے یاد رہے قبل از رحلت یہ تو
مخالفین یعنی جنھوں نے قلم اور قمر طاس دینے سے رسول ﷺ کی
اتباع سے انحراف کیا ان کے علق سے بات اگوائی کہ رسول ﷺ
علی علیہ السلام کی خلافت کے بارے میں لکھ دیں گے۔

حسن نظامی محرم نامہ میں لکھتے ہیں کہ بنی ہاشم کہتے تھے
کاغذ اور قلم دیا جائے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اتباع واجب
ہے۔ عمر نے کہا نہ دیا جائے ورنہ یہ حضرت علی کی خلافت (یعنی
میرے بعد علی خلیفہ ہوں گے) کے بارے میں لکھ دیں گے۔
آنحضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور سب کو بزم سے نکال دیا۔

مسئلہ خلافت کا حل:

مشیت الہی کا سورج جب نکلتا ہے حقیقت صاف دکھائی
دینے لگتی ہے۔ تمام اختلاف برطرف یہ بات طے ہوگی کہ رسول
اکرم ﷺ امت مسلمہ کی ہدایت کھینٹنے علی کو اپنا جانشین مقرر کر گئے
جس کا اعتراف دوست اور دشمن سب نے کر لیا۔ تحریر امتداد زمانہ
سے دشمن کے ہاتھوں شاید ختم ہو جاتی لیکن مخالفین کے اقرار لسان
کے الفاظ تاریخ سے اب کبھی نہ مٹیں گے۔

اللہ کے رسول ﷺ اور اسکے حبیب کی رحلت ہو گئی اور علی
علیہ السلام نے اور ان کے چند اصحاب نے تجہیز و تکفین اور تدفین کیا۔

اہل دنیا کار دنیا ساختند

مصطفیٰ را بی کفن انداختند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ الْعَصْرِ (عج) اَدْرِكُنَا

المنتظر مراسلاتی کورس

آپ کے گھرتک دین کی اہم معلومات پہنچا رہا ہے۔ یہ مراسلاتی کورس اردو، انگریزی اور ہندی زبان میں ہے اور عقائد، تاریخ، احکام، اخلاق اور امام زمانہ کی معرفت جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔

یہ سلسلہ ۱۸ اسباق کا ہے۔ کورس مکمل کرنے پر ایک اعزازی سند بھی پیش کی جائیگی۔

اس کے علاوہ، ماہ محرم الحرام اور ماہ شعبان المعظم میں خصوصی شمارہ بھی ارسال کیا جائیگا۔ آئیے دینی تعلیم سے آراستہ ہو کر اپنے امام کے ظہور کے لئے زمین ہموار کریں۔



اگر آپ اس کورس سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنا نام اور مکمل پتہ پن کوڈ کے ساتھ کسی ایک مندرجہ ذیل طریقہ سے بھیجیں..

(۱) SMS سے 09987777757

(۲) Email: course@almuntazar.com

website:www.almuntazar.com

FREE HOME DELIVERY

To order your set SMS 'DVD' to
9987777757

Now Availbale

- * Waqiyat -e- Mulaqat
- * Nanha Muntazir
- * Maarefat -e- Imam
- * Ashaar / Shaban
- * Ashaar / Ghadeer

5 in 1
DVD Set
150/-

5 in 1 DVD Set

JASHN - E - MUNTAZAR
(a.t.f.s)

ASHAAR
Ek Guldasta
GADEER

Nayash Hallauri
Zamir Allahabadi
Danish Faizabadi
Sawan Hallauri
Iftaam Utraabi
Rangeen Muradabadi
Kharshid Muzaffarnagri
...and many more

Marefat -e- Imam
Maulana Speech

Aqa-e-Rajabi
Mirza Mohd Aibar
Jeeshan Haidar Jiwadi
Husain Mahdi Husaini
Shamimul Hasan
Karrar Hussain
Aga Raza
Muhanna Abedi Sahab

Nanha Muntazir
Children's films, animation & suurod

Rabha
Farhad
Arifan
Vasim
Ismail
...and many more

WAQIYAT E MULAQAT

Areza
Ehsas
Tilash
Fariyaad
Nigebbaan
Shaikh Tahir
Pehli Qadam
Zara Aur Aftaab
Dustarkhwan-e-Hazrat

ASHAAR
Ek Guldasta
SHABAN

Dr. Payam Azmi
Zahid Jalilpuri
Amir Utraabi
Anzar Sitapuri
Tajul Navgawi
Nayash Hallauri
Zameer Allahabadi
Hafiz Aurangzebadi
Rangeen Muradabadi
Kharshid Muzaffarnagri
...and many more

For more Islamic Media visit:
www.almuntazar.tv

بعد شہادت

حسین جانتے تھے شہید ہو جائیں گے۔ فکر ناموس کے خیموں کے جلنے کی تھی۔ یتیموں کی پیاس، بیہوشی، لاغری اور ظلم کی چکی میں پسے کی تھی۔

رک کر سوچئے کیا رسول اکرم ﷺ کو اپنی فکر نہ رہی ہوگی۔ بیٹی کا گھر جلایا جائے گا، محسن شہید ہوں گے۔ علی کے گلے میں رسن ہوگی، ذرا نانا اور نواسے کی فکر کی مماثلت پر غور کریں۔ تمام حجت رسول ﷺ نے بھی کیا۔ تمام حجت امام حسین علیہ السلام نے بھی کیا۔ جب آپ کو فیوں اور شامیوں سے جنگ کیلئے آئے تو فرمایا ”تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ کیا میں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیا ہے؟ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟“ اور جواب ملا تھا: ”ہم کو تمہارے باپ سے بغض ہے، جس کا بدلا ہم تم سے لے رہے ہیں۔“ امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا میں جانتا ہوں تمہارے شکم حرام غذا سے بھرے ہیں۔ اور اس لئے تم برس برس پیکار ہو۔ تمام حجت نانا رسول ﷺ کی تمام حجت کو سلام کر رہی تھی۔ اور حسین منی کی تصدیق کر رہی تھی۔

امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ بہن نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے کہا۔ ”تَقَبَّلْ مِنَّا أَنْتَ السَّيِّئُ الْعَلِيمُ“۔ گویا جناب زینب حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت زہرا علیہا، حضرت رسول خدا ﷺ اور امام علی علیہ السلام کی نیابت کا حق ادا کر رہی تھیں۔

قرآن نے بڑھ کر لبیک کہا۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٥٤﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٥٥﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٥٦﴾ وَادْخُلِي جَنَّاتِي ﴿٥٧﴾

(سورہ فجر، آیت ۲۷-۳۰)

اختتام میں دو شعر پڑھے کتنا کتنا پڑے گا سلتے کہ موازنہ کے اگر ریشہ ریشہ پرستم زدگان ذوق غامہ فرسا، اپنی فکر اور عملی کاوش کو ہمیں کریں تو ایک مبسوط کتاب بعنوان انا من حسین پر تیار ہو کر منظر عام پر آسکتی ہے۔

رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد مدینہ منورہ میں الٹ گیا تھا، صرف علی علیہ السلام اور آپ کے چند اصحاب بوقت تدفین موجود تھے۔

اهل دنیا کار دنیا ساختند مصطفیٰ را بی کفن انداختند

بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کون سوگوار ایسا ہے جو اس المیہ کا غم ناگزیر اپنے دل میں نہیں بسائے ہوئے ہے۔

تم سا کوئی غریب کوئی خستہ تن نہیں مرنے کے بعد گور نہیں اور کفن نہیں

ذرا نانا رسول زمن ﷺ اور حسین شہید کے مشترک عوامل بے کفنی پر غور کرتے تو سمجھ میں آئے گا حسین منی و انا من حسین۔

میرے مولا امام زمانہ جو وارث رسول ﷺ اور وارث حسین علیہ السلام ہیں خدا آپ کے ظہور میں تعجیل کرے اور آپ انتقام لیں۔